احمدی نوجوانوں کیلئے

دسمبر 2004ء

مدیر
منصور احمد نورالدین

بیت طٰہٰ ـــــ سنگاپور

محترم صدر صاحب کا پیغام

مجلس خدام الاحمدیہ کے نام

پیارے خدام بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماہنامہ خالد کے سیدنا طاہرؒ نمبر کے لئے اپنے خصوصی پیغام میں فرمایا:-

''یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے۔اس لئے اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں۔پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ایسے بن جائیں کہ خلیفہ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمح نظر ہو جائے۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

والسلام

خاکسار

سید محمود احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

monthlykhalid52@yahoo.com

دسمبر 2004ء
فتح 1383ہش

جلد 51
شمارہ نمبر 12

مدیر
منصور احمد نورالدین

مجلس ادارت
میر انجم پرویز - سہیل احمد ثاقب
شفیق احمد بجہ - طارق محمود بلوچ

اس شمارے میں

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر ٹائٹل ڈیزائننگ: شیخ خالد محمود پانی پتی پبلشر: قمر احمد محمود مینیجر: عزیز احمد پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) مقام اشاعت: ایوان محمود دارالصدر جنوبی قیمت ۱۰ روپے ..... سالانہ ۱۰۰

PH: +92 4524 212349- 212685 FAX: +92 4524 213091

اداریہ

تحریک جدید......دفتر پنجم کا آغاز

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے اشاعت دین کے لئے ۱۹۳۴ء میں تحریک جدید کا اعلان فرمایا تھا۔ آغاز میں تو صرف دس سال کے لئے ارادہ تھا مگر اپنے کام اور اہمیت کے لحاظ سے حضرت مصلح موعود نے اس کو دس سال سے زائد کر دیا۔ اور اس اگلے دور کو دفتر دوم کا نام دیا۔ آپ کا ارادہ ہر ۱۹ سال پر مشتمل دور کو ایک دفتر قرار دینے کا تھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۶ء میں دفتر سوم کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دفتر کا اعلان اصولاً ۱۹ سال پورے ہونے پر حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ نے کرنا تھا مگر بیماری کے باعث ایسا نہ ہو سکا، اب یہ دفتر یکم نومبر ۱۹۶۵ء سے شمار ہوگا۔ پھر دفتر چہارم کا آغاز ۱۹ سال بعد ۱۹۸۵ء میں خلافت رابعہ کے دور میں ہوا۔ نومبر ۲۰۰۴ء کو دفتر چہارم کے ۱۹ سال بھی پورے ہو گئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ ۵ رنومبر ۲۰۰۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ:

"آج سے دفتر پنجم کا آغاز ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ"۔

یہ اعلان کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اب یہ مستقل تحریک بن چکی ہے۔ آغاز میں جو مالی قربانیاں دی گئیں وہ ضائع نہیں ہوئیں بلکہ جہاں غیر معمولی جماعتی ترقی ہوئی وہاں انفرادی طور پر بھی لوگوں کے اموال میں خوب خوب ترقی ہوئی۔ اُس وقت بظاہر نہایت تھوڑی مالی قربانی کرنے والوں کی اولادوں کی مالی قربانیوں کا یہ عالم ہے کہ ان میں سے بعض اُس وقت کی مجموعی تحریک کے برابر آج اکیلے ہی چندہ ادا کر دیتے ہیں۔ اس بات ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: "یہ لوگ جن کی قربانیوں کے ہم پھل کھا رہے ہیں ان کے نام بہر حال زندہ رہنے چاہئیں"۔ فرمایا: آپ لوگوں کو چاہئے کہ دفتر اول کے تمام مجاہدین کے ناموں کو زندہ رکھیں اور ان کے نام کا چندہ ادا کریں۔ دفتر اول کے ان خوش قسمت پانچ ہزاری مجاہدین کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان مجاہدین میں سے جن کے نام زندہ نہ ہو سکیں ان لوگوں کی ادائیگی میں اپنے ذمے لیتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں ادا کروں گا۔ اور جب تک زندگی ہے انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ توفیق دے ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد اللہ میری اولاد کو توفیق دے۔

دفتر پنجم کے بارے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دفتر پنجم کا آغاز اللہ تعالیٰ نے رمضان میں کروایا اور اس آخری عشرے میں کروایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں بے انتہا برکت ڈالے اور جیسا کہ میری خواہش ہے اس میں پہلے سال ہی لاکھوں شامل ہو جائیں تا کہ مالی قربانی کرنے والوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو۔

ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ ہم نے تحریک جدید کے اس نئے دور کے آغاز کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ الودود کی زبانِ مبارک سے سنا۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدیم سنت کے مطابق اپنے پیارے کے منہ سے جو بات جاری کرواتا ہے اس کو پورا کرنے کا ذمہ بھی خود لیتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی وہ اپنی سنت کو ضرور جاری فرمائے گا۔ لیکن ہماری پوری کوشش اور دعا ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نئی نسلوں کو اور ہم میں سے ہر اس احمدی کو جو ابھی تک تحریک جدید کے مجاہدین میں شامل نہیں ہوا، اپنے پیارے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نئے دفتر میں شامل ہو کر تحریک جدید کا مجاہد بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی اشاعت دین کے لئے قربانیوں کی وجہ سے ان کے نام ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت

(مکرم مبشر احمد ڈار صاحب)

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں گواہی دی ہے کہ:

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ (التکویر:۲۲)

یعنی بہت واجب الاطاعت (جو) وہاں (صاحب عرش کے حضور) امین بھی ہے۔

امانت و دیانت کے وصف سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر متصف تھے کہ کفار مکہ بھی آپ کو 'امین' کے لقب سے یاد کرتے تھے اور اپنی امانتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے خوف و خطر رکھتے تھے۔

جب ھرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ محمد (ﷺ) تمہیں کیا تعلیم دیتے ہیں۔ تو ابوسفیان نے بے اختیار یہ گواہی دی کہ وہ نماز، پاکدامنی، عہد کے پورا کرنے اور امانتوں کو ادا کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اس پر ھرقل کو یہ کہنا پڑا کہ یہ تو نبی کی صفات ہیں۔

(مسلم کتاب الجہاد والسیر کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ھرقل یدعوہ الی الاسلام)

شاہ حبشہ کے دربار میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے بادشاہ! ہم ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کے پجاری تھے۔ خدا نے ہم میں ایک رسول بھیجا جس کی سچائی امانت اور پاکدامنی کے ہم گواہ ہیں۔ اس نے ہمیں خدا کی عبادت کی طرف بلایا، بت پرستی سے بچایا اور سچائی، امانت کی ادائیگی، ہمسائے سے حسن سلوک کی تعلیم دی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۲۰۲)

جب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے اِذن کے مطابق ہجرتِ مدینہ کا فیصلہ کیا تو اس وقت مکہ کے کئی لوگوں کی امانتیں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں۔ آپ اپنے گھر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ تمام امانتیں لوگوں کو واپس کرنے کے لئے چھوڑ کر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام امانتیں مالکوں کے حوالے کیں اور مکہ میں تین دن رہنے کے بعد بخیر و عافیت مدینہ پہنچ گئے۔

(السیرة النبویة لابن ہشام زیر ھجرة الرسول ﷺ)

غزوۂ خیبر کے موقع پر جب یہود شکست کے بعد پسپا ہوئے۔ اس طویل محاصرے کے بعد مسلمانوں نے جو کئی دن سے بھوکے پیاسے تھے یہود کے مال مویشی پر مال غنیمت کے طور پر قبضہ کر لیا اور کچھ جانور ذبح کر کے ان کا گوشت پکنے کے لئے آگ پر چڑھا دیا۔ اس بات کا علم ہونے پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سخت ناپسند فرمایا کہ مال غنیمت تو باضابطہ طور پر تقسیم کیا جاتا ہے اور اس بات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت گردانا اور فرمایا: گوشت کے بھرے سب برتن الٹا دیئے جائیں۔ اس طرح آپ نے صحابہ کو امانت کا عملی سبق دیا اور خود

صحابہ میں جانور تقسیم فرمائے۔ (مسند احمد جلد4ص89)

غزوۂ خیبر کا ہی ایک واقعہ ہے کہ یہود کے ایک چرواہے نے اسلام قبول کرلیا اب سوال پیدا ہوا کہ اس کے ذمہ جو یہود کی بکریاں ہیں ان کا کیا کیا جائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ کے عالم میں یہ فیصلہ فرمایا کہ: بکریوں کا منہ قلعے کی طرف کرکے ان کو ہانک دو۔ خدا تعالیٰ ان کو ان کے مالک کے پاس پہنچا دے گا۔ اسلام لانے والے غلام نے ایسا ہی کیا اور بکریاں قلعے کے پاس پہنچ گئیں جہاں سے قلعے والوں نے ان کو اندر داخل کرلیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے موقعہ پر جس میں سب کچھ جائز سمجھا جاتا ہے امانت کا دامن نہ چھوڑا حالانکہ وہ بکریاں اس محاصرے میں کئی دن کی خوراک کا کام بھی دے سکتی تھیں۔

(السیرة النبویه لابن هشام)

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے بعد خلاف معمول تیزی سے گھر تشریف لے گئے اور ایک سونے کی ڈلی لے کر واپس آئے۔ فرمایا کہ کچھ سونا آیا تھا جو کہ سب کا سب تقسیم ہو گیا تھا یہ سونے کی ڈلی بچ گئی تھی۔ جو میں لے آیا ہوں کہ قومی مال میں سے کوئی چیز ہمارے گھر میں نہ رہ جائے۔

(بخاری کتاب الزکوٰة باب من احب تعجیل الصدقه)

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کھجور کے ایک ڈھیر میں سے گھر کے کسی بچے حضرت امام حسین یا حسن نے ایک کھجور لے کر مُنہ میں ڈال لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً وہ کھجور بچے کے مُنہ سے نکلوا دی۔ کیونکہ وہ صدقہ کا مال تھا جو کہ غریب مسلمانوں کی امانت تھی۔ (بخاری کتاب الزکوٰة)

***

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اور
حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مولانا شیر علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے کسی حوالہ وغیرہ کا کوئی کام میاں معراج دین صاحب عمر اور دوسرے لوگوں کے سپرد کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں میاں معراج دین صاحب چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر لکھ کر بار بار حضور علیہ السلام سے کچھ دریافت کرتے تھے اور حضرت صاحب جواب دیتے تھے۔ کہ یہ تلاش کرو۔ یا فلاں کتاب بھیجو۔ وغیرہ۔ اسی دوران میں میاں معراج الدین صاحب نے ایک پرچی حضرت صاحب کو بھیجی اور حضرت صاحب کو مخاطب کرکے بغیر السلام علیکم لکھے اپنی بات لکھ دی۔ اور چونکہ بار بار ایسی پرچیاں آتی جاتی تھیں۔ اس لئے جلدی میں ان کی توجہ اس طرف نہ گئی کہ السلام علیکم بھی کہنا چاہیے۔ حضرت صاحب نے جب اندر سے اس کا جواب بھیجا تو اس کے شروع میں لکھا کہ آپ کو السلام علیکم لکھنا چاہیے تھا۔ (سیرت المہدی صفحہ ۲۷۰، ۲۷۱)

حضرت منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی بیان کرتے ہیں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (بیت) مبارک میں احباب کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ مَیں باہر سے آیا اور السلام علیکم عرض کیا۔ حضور سے مصافحہ کرنے کی بہت خواہش پیدا ہوئی۔ لیکن چونکہ (بیت) بھری ہوئی تھی۔ اور معزز احباب راستہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں نے آگے جانا مناسب نہ سمجھا۔ ابھی مَیں کھڑا ہی تھا اور بیٹھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ حضور نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: میاں عبدالعزیز آؤ۔ مصافحہ تو کر لو۔ چنانچہ دوستوں نے مجھے راستہ دیدیا۔ اور مَیں نے جا کر مصافحہ کرلیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۶۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے

(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب)

(۱)......آپ علیہ السلام نہایت رؤف رحیم تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اشجع الناس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھ جاتے تھے آپ علیہ السلام شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر، شکر، استغفار، حیا، غض بصر، عفت، محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادب الٰہی، ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم و بزرگانِ دین، حلم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے وعدہ، چستی، ہمدردی، اشاعت دین، تربیت، حسن معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی، مزاح، رازداری، غیرت، احسان، حفظ مراتب، حسن ظنی، ہمت اولوالعزمی، خودداری، خوش روئی اور کشادہ پیشانی، کظم غیظ، کف ید و کف اللسان، ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام، اشاعت علم و معرفت، خدا اور اس کے رسول کا عشق، کامل اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم، یہ مختصر آپ کے اخلاق و عادات تھے۔

(۲)......آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا، ایک عجب کشش تھی، رعب تھا، برکت تھی۔ موانست تھی، بات میں اثر تھا، دعا میں قبولیت تھی۔ خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپ کے پاس بیٹھتے تھے۔ اور دلوں سے خود بخود زنگ دھل جاتا تھا۔

(۳)......بے صبری، کینہ، حسد، ظلم، عداوت، گندگی، حرصِ دنیا، بدخواہی، پردہ دری، غیبت، کذب، بے حیائی، ناشکری، تکبر، کم ہمتی، بخل، ترش روئی و کج خلقی، بزدلی، چالاکی، فحشاء، بغاوت، عجز، کسل، ناامیدی، تفاخر، ناجائز دل دکھانا، استہزاء، تمسخر، بدظنی، بے غیرتی، تہمت لگانا، دھوکا، اسراف، تبذیر، بے احتیاطی، چغلی، لگائی بجھائی، بے استقلالی، لجاجت، بے وفائی، لغویات یا فضولیات میں انہماک، ناجائز بحث و مباحثہ، پُرخوری، کن رسی، افشائے عیب، گالی، ایذارسانی، سفلہ پن، ناجائز طرف داری، خود بینی، کسی کے دُکھ میں خوشی محسوس کرنا، وقت ضائع کرنا، ان باتوں سے آپ کوسوں دور بھاگتے تھے۔

(۴)......آپ علیہ السلام فصیح و بلیغ تھے، نہایت عقلمند تھے، دور اندیش تھے، سچے تارک الدنیا تھے۔ سلطان القلم تھے اور حسب ذیل باتوں میں آپ کو خصوصیت تھی۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق، شجاعت، محنت، توحید، توکل علی اللہ، مہمان نوازی، خاکساری اور نمایاں پہلو آپ کے اخلاق کا یہ تھا کہ کسی کی دل آزاری کو نہایت ہی ناپسند فرماتے تھے۔ اگر کسی دوسرے کو بھی ایسا دیکھ پاتے تو منع کرتے۔

(۵)......آپ نماز باجماعت کی پابندی کرنے والے، تہجد گزار اور دعا پر بے حد یقین رکھنے والے، سوائے مرض یا سفر کے ہمیشہ روزہ رکھنے والے، سادہ عادات والے، سخت مشقت برداشت کرنے والے اور ساری عمر جہاد میں گذارنے والے تھے۔

(۶)......آپ علیہ السلام کے اخلاق کے اس بیان کے وقت قریباً ہر خلق کے متعلق میں نے دیکھا جب مَیں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ۲۷ سال کا جوان تھا۔ مگر مَیں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ مَیں نے آپ علیہ السلام سے بہتر، آپ علیہ السلام سے زیادہ خلیق، آپ علیہ السلام سے زیادہ بزرگ، آپ علیہ السلام سے زیادہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ علیہ السلام ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھی اور ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔

(الحکم ۲۸ مئی ۱۹۳۹ء بحوالہ الفرقان اپریل ۱۹۵۸ء)

☆☆☆☆☆☆

منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اوصافِ قرآن مجید

نُورِ فرقاں ہے جو سب نُوروں سے اَجلیٰ نِکلا
پاک وُہ جس سے یہ اَنوار کا دریا نِکلا

حق کی توحید کا مُرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اَصفیٰ نِکلا

یا الٰہی! تیرا فُرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وُہ سب اِس میں مہیا نِکلا

سب جہاں چھان چُکے ساری دُکانیں دیکھیں
مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نِکلا

کِس سے اُس نُور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وُہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نِکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فُرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لَفظ مسیحا نِکلا

ہے قُصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نُور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بَیضا نِکلا

زِندگی اَیسوں کی کیا خاک ہے اِس دُنیا میں
جِن کا اِس نُور کے ہوتے بھی دِل اَعمیٰ نِکلا

جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پُتلا نِکلا

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۰۵)

درس حدیث

تخلقوا باخلاق اللہ

(مکرم ومحترم سید میر محمود احمد ناصر صاحب)

لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (الحشر:۲۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ

اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی تِسْعَةً وَّ تِسْعِیْنَ اسْمًا مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ...... (ترمذی کتاب الدعوات)

مذہب کے فلسفیوں نے اور علم الاخلاق پر لکھنے والوں نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب مذہب یہ کہتا ہے کہ نیکی یہ ہے، یہ کرو اور بدی یہ ہے، یہ چھوڑ دو۔ تو نیکی کی Defination کیا ہے؟ نیکی کی تعریف کیا ہے؟ کس چیز کو ہم نیکی کہیں۔ آپ نماز کو بڑی نیکی کہتے ہیں عصر کے بعد لوگ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ روزہ کو ایک بڑی نیکی قرار دیتے ہیں۔ اب سفر میں روزہ مکروہ ہو جاتا ہے اور عید کے دن شیطانی کام بن جاتا ہے۔ عیسائیت یہ کہتی ہے کہ مسیح نے صلیب پر تکلیف اٹھا کر انسانیت کے گناہ اٹھا لئے اور انسان کی نجات کا رستہ کھولا۔ کیا اب سارے گناہ جائز ہو گئے کیونکہ سارے گناہوں کی سزا مسیح نے اُٹھالی۔

گاندھی جی کا ہندوازم یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ سب سے بڑی نیکی عدم تشدد ہے۔ طاقت کا استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ خود کرتے ہیں یہ ایک الگ بات ہے۔ مگر نظریہ یہ ہے کہ طاقت کا استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی کی بیوی پر دس بارہ غنڈے حملہ کر رہے ہیں تو کیا وہ طاقت کا استعمال نہ کرے اپنا بچاؤ نہ کرے۔ یہودیت کہتی ہے کہ موسوی شریعت پر عمل کرو لیکن اس کے احکامات جب ہم دیکھتے ہیں کہ جب غیر قوموں پر حملہ کرو تو ان کے مردوں کو بھی مارو۔ ان کی عورتوں کو بھی مارو ان کے دودھ پیتے بچوں کو مارو۔ ان کے جانوروں کو بھی مارو۔ اور گھر کا سارا سامان اکٹھا کر کے اسے آگ لگا دو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر نیکی ہوتی کیا ہے؟ قرآن کریم نے یہ تصور پیش کیا ہے کہ ہم ایک Model بتاتے ہیں اور اس کے متعلق ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ اور تمام برائیوں سے پاک ہے۔ تمام صفات حسنیٰ اس میں پائے جاتے ہیں۔ اور ہر قسم کی خرابیوں اور برائیوں سے وہ منزہ ہے۔ اب اگر تسلیم کر لیا جائے کہ ایسا ماڈل موجود ہے۔ تو اس کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا اپنے ظرف کے مطابق اپنی طاقت کے مطابق اپنی استعداد کے مطابق یہ نیکی ہے۔ اور اس کی صفات کا اپنے اندر پیدا نہ کرنا برائی ہے۔ یہ ہے قرآنی فلسفہ نیکی کا۔ اعمال اس کا ذریعہ ہیں اس کی شکل اس کے ظہور کا ذریعہ بنتے ہیں۔ نیکی کا تصور یہ نہیں ہے کہ نماز پڑھی جائے۔ نیکی کا تصور یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کیا جائے۔ اور یہی مضمون مندرجہ بالا حدیث

◎ (التفسیر الکبیر امام الفخر الرازی: النساء زیر آیت ۱۲۶)

میں بیان کیا گیا ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ننانوے کے لفظ سے کیا مراد ہے۔اس سے ننانوے مراد نہیں بلکہ ایک حد بندی اس سے مراد ہے۔اس کی حکمت یہ ہے کہ یہ اسماء ایک خاص معنویت اپنے اندر رکھتے ہیں۔حضور نے فرمایا مَنْ اَحْصَاھَا۔اَحْصَی کا لفظی مطلب ہے جس نے گنا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔اب یہ ایک ظاہر بات ہے کہ محض گننا کوئی نیکی نہیں۔ایک ہندو بھی،دہریہ بھی،مشرک بھی،ان اسماء کو گن سکتا ہے۔لیکن جب میں نے لغت دیکھنی شروع کی تو اس میں صاف لکھا ہے کہ اَحْصَی کے معنی صرف گننا نہیں ہوتا ہے۔بلکہ اس کو اپنی طاقت کے مطابق استعمال کرنا ہے۔منجد میں لکھا ہے۔

اَحْصَی الشَّیْءَ عَدَدَہُ وَ ضَبَطَہُ یُقَالَ ((ھٰذَا اَمْرٌ لَا اُحْصِیْہِ))

وہ اَحْصَی میں داخل نہیں ہوگا۔کسی کام کی آپ طاقت نہ رکھیں۔منضبط نہ کر سکیں وہ اَحْصَی میں داخل نہیں ہوگا اسی لئے ہمارے استاد حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ جو ان اسماء کو مدنظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

قرآنی تصور نیکی کا کسی عمل کے ساتھ وابستہ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرنا نیکی ہے۔مثلاً آج کل جماعت ساری دنیا سے ایک ٹکر لئے ہوئے ہے۔ واللہ اعلم۔ میرا ذوق یہ کہتا ہے کہ اس وقت جماعت کو صفت احد اور واحد کا مظہر بننے کی ضرورت ہے۔اگر ایک احمدی فوٹو گرافر ہے تو اس کے مقابل پر کوئی فوٹو گرافر نہیں کھڑا ہونا ہو چاہیے۔اگر ایک ڈاکٹر ہے تو اس کے مقابل پر کوئی ڈاکٹر نہیں ہونا چاہیے۔ایک احمدی طالب علم سب سے اچھا طالب علم ہونا چاہیے۔ایک احمدی Policeman کو سب سے اچھا Policeman ہونا چاہیے۔ایک احمدی قاری کو سب سے اچھا قاری ہونا چاہیے۔صفت احد اور واحد کا مظہر بننا چاہیے اگر ہم نے اس مقابلے میں جو جاری ہے اور جو جاری ہو چکا ہے۔اس میں اگر ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے تو اس کے لئے ہر احمدی ہر جگہ اپنے کام میں سب سے آگے ہو۔

ہمارے مہدی علیہ السلام نے خوب اس کام کو بیان کیا ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ کئی جگہ بیان کیا ہے۔
سرمہ چشم آریہ میں روح کی بائیس صفات کا ذکر کرتے ہوئے یہی بات درج فرماتے ہیں کہ:
صفت نمبر ۹ تخلقوا باخلاق اللہ کی ایک قوت۔
صفت نمبر ۱۳۔رنگین برنگ تجلی الوہیت ہونے کی ایک قوت۔

(روحانی خزائن جلد ۲۔سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۴۶)

(اس درس کو مکرم طارق حیات صاحب نے ٹرانسکرائب کیا)

ارشادات
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مشعلِ راہ

افشوا السلام بینکم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

(دین حق) نے جو ہمیں طریق سکھایا ہے، جو مومنین کی جماعت کو، (دینی) معاشرے کے ہر فرد کو اپنے اندر رائج کرنا چاہئے وہ ہے کہ سلام کرو۔ یعنی ایک دوسرے پر سلامتی کی دعا بھیجو اور پھر یہ بھی تفصیل سے بتایا کہ سلامتی کی دعا کس طرح بھیجو اور پھر دوسرا بھی جس کو سلام کیا جائے، اسی طرح کم از کم انہیں الفاظ میں جواب دے۔ بلکہ اگر بہتر الفاظ میں گنجائش ہو جواب دینے کی تو بہتر جواب دے۔ اس طرح جب تم ایک دوسرے کو سلام بھیجو گے تو ایک دوسرے کے لئے کیونکہ نیک جذبات سے دعا کر رہے ہو گے اس لئے محبت اور پیار کی فضا بھی تمہارے اندر پیدا ہوگی۔ (فرمودہ مؤرخہ 3 ستمبر 2004ء مطبوعہ 17 تا 23 ستمبر 2004ء)

مزید فرماتے ہیں:-

......تو سلام کی عادت ڈالنے کے لئے جیسا کہ اس روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیں بھی اپنے بچوں کو سلام کہنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ یہ تو ٹریننگ کا ایک مستقل حصہ ہے، بچے کو سمجھاتے رہیں کہ وہ سلام کرنے کی عادت ڈالے، گھر سے جب بھی باہر جائے سلام کر کے جائے اور گھر میں جب داخل ہو تو سلام کر کے داخل ہو۔ پھر بچوں کو اس کا مطلب بھی سمجھائیں کہ کیوں سلام کیا جاتا ہے تو بہر حال بچوں، بڑوں سب کو سلام کہنے کی عادت ہونی چاہئے۔ بعض دفعہ بے تکلف دوستوں اور بے تکلف عزیزوں کے گھروں میں لوگ بے دھڑک چلے جاتے ہیں۔ یہاں یورپ میں تو اکثر گھروں میں باہر کے دروازوں کو کیونکہ تالا لگا ہوتا ہے یا اس طرح کا لاک ہوتا ہے جو خود بخود بند ہو جاتا ہے یا باہر سے کھل نہیں سکتا اس لئے اس طرح جا نہیں سکتے اور جن گھروں میں اس طرح کا نظام نہیں ہے یا اگر یہ نہ ہو اور گھر کھلے ہوں تو شاید ان گھروں میں گھسنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے لیکن پاکستان ہندوستان وغیرہ میں بلکہ تمام تیسری دنیا جو کہلاتی ہے ان ملکوں میں یہی طریق ہے اور جب روکو کہ اس طرح نہیں ہونا چاہئے تو پھر برا مناتے ہیں۔ یہ حکم عورتوں کے لئے بھی اسی طرح ہے جس طرح یہ مردوں کے لئے۔ عورتوں میں بھی وہی قباحتیں پیدا ہو سکتی ہیں جس طرح مردوں میں پیدا ہو سکتی ہیں بلکہ بعض حالات میں عورتوں کے لئے زیادہ قباحتیں پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے سلام کر کے، اعلان کر کے، اجازت لے کر گھر کے جس فرد کے پاس بھی آئی ہوں وہاں جائیں تا کہ تمام گھر والوں کو بھی پتہ ہو کہ فلاں اس وقت ہمارے گھر میں موجود ہے۔ پھر پردہ دار عورت کے لئے اور بھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس اعلان کی وجہ سے جہاں وہ گھر میں موجود ہوگی وہاں مرد آسانی سے آ جا نہیں سکیں گے یا آنے میں احتیاط کریں گے۔ پردہ کروا کر آئیں گے۔ تو اس طرح اور بھی بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن میں صرف سلام کہنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ گھر میں کوئی نہ ہو تو یہ نہیں

کہ گھر یا کمرہ کھلا دیکھ کر وہاں جا کے بیٹھ جاؤ بلکہ اگر گھر میں کوئی نہیں تو تین دفعہ سلام کہو اور جب تین دفعہ سلام کہہ دیا اور کسی نے نہیں سنا تو واپس چلے جاؤ۔ اور پھر یہ کہ گھر میں اجازت ملے تو داخل ہونا ہے۔ اگر تم نے تین دفعہ سلام کیا اور اجازت نہیں ملی یا گھر میں کوئی نہیں ہے یا گھر والا پسند نہیں کرتا کہ تم اس وقت اس کے گھر آؤ تو واپس چلے جاؤ۔ اگر کوئی گھر والا موجود ہو اور کھل کر یہ کہہ بھی دے کہ اس وقت مجبوری کی وجہ سے میں مل نہیں سکتا تو پھر برا نہ مناؤ بلکہ جو کہا گیا ہے وہ کرو۔ اور وہ یہی کہا گیا ہے کہ واپس چلے جاؤ اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ سلام تو اس لئے پھیلا رہے ہو کہ سلامتی کا پیغام پھیلے امن کا پیغام پھیلے، آپس میں محبت اور اخوت قائم ہو، تمہارے اندر پاکیزگی قائم ہو تو پھر اگر کوئی گھر والا معذرت کر دے یا ملنا نہ چاہے تو اس کے باوجود ملنے والا برا نہ منائے۔ اور گھر والے کی بات مان لے۔ تو یہ ہے (دینی) معاشرہ جو سلام کو رواج دے کر قائم ہوگا۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت مانگ لے اور اسے اجازت نہ دی جائے تو اسے چاہئے کہ وہ واپس لوٹ جائے۔

(بخاری کتاب الاستیذان باب التسلیم والاستیذان ثلاثاً)

یہاں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ اتنی دور سے آئے ہوتے ہو گھر والے نے تمہیں واپس لوٹا دیا تو اس نے غلط کیا ہے، کم از کم ایک دو منٹ بٹھا کر پانی ہی پوچھ لیتا۔ بلکہ یہاں آنے والے کو کہا گیا ہے کہ اگر گھر والا اجازت نہ دے تو واپس چلے جاؤ۔ ٹھیک ہے اور جگہوں پر مہمان نوازی کا بھی حکم ہے۔ لیکن یہاں تمہیں یہی حکم ہے کہ گھر والا گھر کا مالک ہے۔ تمہیں اگر اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا تو واپس چلے جاؤ لیکن پاکیزگی یہی ہے کہ واپس ناراضگی سے نہیں جانا، برا نہیں منانا۔ بلکہ دل میں بلا کسی رنجش لانے کے اس پر عمل کرنا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے اور اس سے ہمارے اندر محبت واخوت پیدا ہوگی۔ دل میں کسی قسم کے بدلے کا خیال نہیں لانا کہ میں بھی جب مجھے موقع ملے اسی طرح کروں گا۔ اس طرح تو بجائے امن کے فساد پھیلانے والے ہوں گے۔ پھر یہ ہے کہ آجکل چونکہ گھروں میں گھنٹی لگی ہوتی ہے۔ گھنٹیوں کا رواج ہے اس لئے لوگ سمجھتے ہیں کہ سلام کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ گھنٹی کے ساتھ بھی سلام کہا جا سکتا ہے۔ اسی میں برکت ہے اسی سے محبت بھی پیدا ہوتی ہے۔

(فرمودہ مؤرخہ 3 ستمبر 2004ء مطبوعہ 17 تا 23 ستمبر 2004ء)

قرض کی ادائیگی کا نسخہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

.........اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے احکامات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ہر کام میں وہ اعلیٰ نمونے قائم ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جن کی ہمیں تلقین فرمائی ہے۔ قرضوں کی لین دین کی شرائط ان احکامات کے مطابق کرنے والے ہوں اور قرضوں کی واپسی کا تقاضا بھی ہم تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے کرنے والے ہوں۔ اور قرضوں کے حصول کی کوشش بھی

صرف اس وقت ہو جب اشد مجبوری ہو۔ اور پھر ان قرضوں کی ادائیگی کی بھی فکر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑاتے ہوئے ان قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے جھکنے والے ہوں۔ (اس) معاشرے کے بہت سے فساد اسی لین دین کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ان سے بچائے۔ اور جماعت احمدیہ کے معاشرے کو ان بکھیڑوں سے پاک رکھے۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں گے اور کوشش بھی یہ ہوگی کہ قرضے ادا کرنے ہیں اور ان کی فکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ خود ہی سامان بھی اپنے فضل سے پیدا فرما دیا کرتا ہے۔

ایک نسخہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی روایت میں ملتا ہے "کسی شخص نے آپ سے کہا کہ ۲۵ ہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہوں تو آپ نے فرمایا اس کے تین علاج ہیں۔ بہت زیادہ (۱) استغفار کرو (۲) فضول خرچی چھوڑ دو (سارے اپنا اپنا جائزہ لیں تو یہی باتیں سامنے آتی ہیں) اور (۳) ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔ (حیات نور۔ مرتبہ مولانا عبدالقادر صاحب سابق سوداگر مل) یعنی یہ نہیں کہ پوری رقم ملے گی کہیں سے تو قرض ادا ہوگا بلکہ جتنی کم سے کم بھی رقم ملتی ہے کوشش یہ کرو کہ قرض ادا کرنا ہے اور اس کی ادائیگی کرتے چلے جاؤ۔ تو جو بھی مقروض ہیں وہ یہ نسخہ بھی آزمائیں۔ بہت سوں نے اس کو آزمایا ہے، کئی روایتیں ہیں، بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو قرضے کی مشکلات سے نکالے اور اپنی رضا کی راہوں پر ہمیں چلائے۔ (آمین)

(خطبہ جمعہ فرمودہ مؤرخہ 13 راگست 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 27 راگست تا 2 رستمبر 2004ء)

اطاعت......قوموں کی ترقی کا راز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"ہمیشہ یاد رکھو کہ تمہارا مطمح نظر، تمہارا مقصد حیات صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا ہونا چاہئے۔ اور یہی کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس کے نظام کے جو احکامات وقواعد اور فیصلے ہیں ان کی پابندی کرنی ہے اور اس کے بارے میں اپنی اطاعت میں بالکل فرق نہیں آنے دینا"۔ (فرمودہ مؤرخہ 27 راگست 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 رستمبر 2004ء)

مزید فرماتے ہیں:-

بعض لوگ لوگوں میں بیٹھ کر کہہ دیتے ہیں کہ نظام نے یہ فیصلہ کیا فلاں کے حق میں اور میرے خلاف۔ لیکن میں نے صبر کیا لیکن فیصلہ بہر حال غلط تھا۔ میں نے مان تو لیا لیکن فیصلہ غلط تھا۔ تو اس طرح لوگوں میں بیٹھ کر گھما پھرا کر یہ باتیں کرنا بھی صبر نہیں ہے صبر یہ ہے کہ خاموش ہو جاتے اور اپنی فریاد اللہ تعالیٰ کے آگے کرتے ہو سکتا ہے جہاں بیٹھ کر باتیں کی گئی ہوں وہاں ایسی طبیعت کے مالک لوگ بیٹھے ہوں جو یہ باتیں آگے لوگوں میں پھیلا کر بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس طرح نظام کے بارے میں غلط تاثر پیدا ہو۔ اور اس سے بعض دفعہ فتنے کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر جو لوگ اس فتنے میں ملوث ہو جاتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ پھر وہ جاہلیت کی موت مرتے ہیں۔

(فرمودہ مؤرخہ 27 راگست 2004ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 10 تا 16 رستمبر 2004ء)

جنتوں کے وارث

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

وہ اعمال کیا ہیں؟ جن سے اللہ تعالیٰ کی جنتوں کے وارث ہوں گے فرمایا جیسا کہ میں نے کہا کہ اس کے مختلف درجے ہیں، پہلا زینہ یا درجہ نمازوں میں عاجزی دکھانا ہے، دوسرا زینہ یہ ہے کہ لغویات سے پرہیز کرنا، تیسرا درجہ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنا ہے۔ پھر چوتھی سیڑھی یا درجہ یہ ہے کہ فروج کی حفاظت کرنا یعنی شرم گاہوں کی اسی طرح منہ آنکھ کان وغیرہ کی بھی حفاظت کرنا اور ان کا صحیح استعمال کرنا۔ پانچواں قدم اس سیڑھی کا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے کئے گئے عہدوں اور وعدوں کی ادائیگی۔ پھر چھٹا درجہ ہے کہ نمازوں کی حفاظت کرنے والے یہ لوگ ہوتے ہیں۔ یعنی ایک فکر کے ساتھ اپنی نمازوں کی بروقت ادائیگی کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فردوس کے وارث بننے کے لئے میری جنتوں کے وارث بننے کے لئے تمہیں یہ تمام منزلیں طے کرنی ہوں گی۔ ان میں سے کسی درجے کو بھی کم نہ سمجھو۔ یہ تمہیں بتدریج اس معیار تک پہنچانے کے لئے ہیں اس لئے جو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کا معیار ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 20/اگست 2004ء۔ مطبوعہ الفضل 3 تا 9/ستمبر 2004ء)

لغویات سے اجتناب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغویات میں ڈوبنے کی یہ بیماری آجکل کچھ زیادہ جڑ پکڑ رہی ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ بیماری تقویٰ میں بھی روک بنتی ہے۔ اور اس طرح غیر محسوس طور پر اس کا حملہ ہو رہا ہے کہ اس بیماری کے گرفت میں آنے کے بعد بھی انسان کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ کس بیماری میں گرفتار ہے اور کیونکہ پورا معاشرہ ہر جگہ اور ہر علاقے میں ہر ملک میں اس بیماری میں مبتلا ہے اس لئے اس بیماری کے لپیٹ میں آکر بھی پتہ نہیں لگتا کہ ہم اس بیماری میں گرفتار ہیں بعض قریبی عزیزوں کو بھی اس وقت پتہ چلتا ہے جب ان لغویات کی وجہ سے ان کے حقوق متاثر ہو رہے ہوتے ہیں بیویاں بھی اس وقت شور مچاتی ہیں جب ان کے اور ان کے بچوں کے حقوق مارے جا رہے ہوں اس سے پہلے وہ بھی معاشرے کی روشنی کا نام دے کر اپنے خاوندوں کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہوتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ خود بھی ان لغویات میں شامل ہو رہی ہوتی ہیں تو اسی طرح ماں باپ، دوست احباب اس وقت تک کچھ توجہ نہیں دیتے جب تک پانی سر سے اونچا نہیں ہو جاتا۔ نظام جماعت کو بھی پتہ نہیں لگ رہا ہوتا جب تک کسی دوست یا عزیز رشتہ دار کی طرف سے یہ نہ پتہ چل جائے کہ لغویات میں مبتلا ہے۔ بظاہر ایک شخص (بیت الذکر) میں بھی آ رہا ہوتا ہے اور جماعتی خدمات بھی بجا لا رہا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بھی بعض قسم کی غلط حرکتوں میں لغویات میں بھی مبتلا ہوتا ہے اس لئے یہ نہایت اہم مضمون ہے جس پر کچھ کہنا ضروری ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ بعض لوگ بعض باتیں اور حرکتیں ایسی کر رہے ہوتے ہیں جو ان کے نزدیک کوئی برائی نہیں ہوتی حالانکہ وہ لغویات میں شمار ہو رہی ہوتی ہیں۔ اور نیکیوں سے دور لے جانے والی ہوتی ہیں اور بعض دفعہ بعض جائز بات بھی غلط موقع پر لغو ہو جاتی ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 20/اگست 2004ء۔ مطبوعہ الفضل 3 تا 9/ستمبر 2004ء)

مفید ترین زندگی

(مرسلہ: شفیق احمد ججہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے ۱۹۳۳ء میں ٹی۔ آئی۔ ہائی سکول قادیان کے میگزین کے سالانہ نمبر کے لئے درج ذیل مضمون تحریر فرمایا۔ آئیے اس متبرک تحریر کا مطالعہ کریں اور اپنا جائزہ لیں۔

مَیں اِس وقت انسانی زندگی کے مسئلہ پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یعنی یہ کہ دنیا میں انسان امکانی طور پر کس کس رنگ میں زندگی گزار سکتا ہے اور زندگی کی وہ کونسی قسم ہے جو مفید ہونے کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ غور کرنے سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اپنی غرض و غایت کے لحاظ سے انسانی زندگی مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہے۔

۱۔ وہ زندگی جو انسان اپنی ذات کے لئے گزارتا ہے۔
۲۔ وہ زندگی جو انسان اپنے اہل و عیال کیلئے گزارتا ہے۔
۳۔ وہ زندگی جو انسان اپنے خاندان کے لئے گزارتا ہے۔
۴۔ وہ زندگی جو انسان اپنی قوم کے لئے گزارتا ہے۔
۵۔ وہ زندگی جو انسان اپنے ملک کے لئے گزارتا ہے۔
۶۔ وہ زندگی جو انسان بنی نوع انسان کے لئے گزارتا ہے۔
۷۔ وہ زندگی جو انسان کُل مخلوقات کے لئے گزارتا ہے۔
۸۔ وہ زندگی جو انسان خدا کے لئے گزارتا ہے۔

زندگی کی یہ تقسیم محض خیالی یا علمی تقسیم نہیں ہے بلکہ حقیقتاً دنیا میں انسانی زندگی انہیں اقسام میں منقسم پائی جاتی ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں جس کی زندگی ان اقسام سے باہر کبھی جا سکے۔

گو یہ ممکن ہے کہ انہیں اقسام کو کوئی شخص کسی دوسرے نام کے ساتھ پیش کرے۔ مگر یہ ایک محض اصطلاحی فرق ہوگا ورنہ حقیقت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ اب جب ہم ان اقسام پر نظر ڈالتے ہیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نقشہ بالا میں زندگی کی اقسام (سوائے قسم نمبر ۴ و نمبر ۵ کے جو بعض صورتوں میں ایک دوسرے کے مقابل کم یا زیادہ وسیع ہو جاتی ہیں) ایک طبعی ترتیب میں مرتب ہیں۔ یعنی پہلی قسم کی زندگی کی غرض و غایت کا دائرہ بہت ہی محدود ہے۔ دوسری قسم میں یہ دائرہ پہلی قسم کی نسبت کسی قدر وسیع ہے۔ تیسری میں اور زیادہ وسیع ہے۔ وعلیٰ ھذا القیاس حتیٰ کہ آخری قسم میں نیچے کی ساری اقسام شامل ہیں۔ یعنی جو انسان خدا کے لئے زندگی گزارتا ہے ضروری ہے کہ اس کی زندگی عملاً نہ صرف خدا کے لئے بلکہ کل مخلوقات عالم کے لئے اور بنی نوع آدم کے لئے اور ملک و قوم کے لئے اور خاندان و اہل و عیال کے لئے اور بالآخر خود اس کی ذات کے لئے وقف ہو۔

کیونکہ خدا کے لئے زندگی گزارنے کے مفہوم میں جملہ اقسام کی زندگی کی غرض و غایت شامل ہے۔ مگر اس کے الٹ نہیں ہے یعنی قسم اوّل میں قسم دوم شامل نہیں اور قسم دوم میں قسم سوم شامل نہیں۔

ایک دوسری جہت سے نقشہ بالا پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ پہلی تین قسم کی زندگیاں دراصل حیوانی زندگی کی قسمیں ہیں کیونکہ ان میں حیوانی خاصہ کے مطابق یا تو صرف اپنی ذات کی ضروریات پوری کرنے تک زندگی کا مقصد محدود رہتا ہے اور یا اپنے قریب یا دُور کے رشتہ داروں تک پہنچ کر زندگی کی غرض وغایت ختم ہو جاتی ہے۔ پس اِن تین قسموں میں سے خواہ انسان کسی قسم میں داخل ہو وہ حیوانی درجہ سے اُوپر نہیں نکلتا۔ دراصل حیوانوں میں بھی مدارج ہیں سب سے ادنیٰ قسم حیوانوں میں وہ ہے جن کی زندگی کی غرض وغایت عملاً صرف انہی کی ذات تک محدود ہوتی ہے کیونکہ ان کا کوئی گھر نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی اہلی زندگی ہوتی ہے۔ ان سے اُوپر وہ حیوان ہیں جو اپنا ایک گھر بنا کر رہتے ہیں اور ان کی زندگی کی کش مکش خود ان کی ذات تک محدود نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا دائرہ ان کے اہل وعیال یعنی بیوی بچوں وغیرہ تک وسیع ہوتا ہے مگر اس حلقہ سے باہر ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بیشتر حیوان اسی قسم میں داخل ہیں لیکن حیوانوں کی ایک قسم ایسی ہے جو اس سے بھی اوپر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس قسم کے حیوانات خاندانوں اور قبائل کی صورت میں اکٹھے رہتے ہیں اور بسا اوقات ایک دوسرے کی خاطر قربانی کرتے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ یہ قسم حیوانوں کی سب سے ترقی یافتہ قسم ہے۔ چنانچہ چیونٹی اور شہد کی مکھی وغیرہ اسی قسم میں داخل ہیں۔

ان تین قسموں سے اوپر حیوانی زندگی کا دائرہ ختم ہو کر انسانی زندگی کا دائرہ شروع ہوتا ہے۔ اور گوشاذ کے طور پر بعض حیوانات میں قومی یا ملکی یا نوعی زندگی کی جھلک بھی پائی جاتی ہے مگر حقیقتاً یہ دائرہ حیوانی زندگی سے بالا ہے لیکن جس طرح حیوانی زندگی کے مختلف درجے اور طبقے ہیں اس طرح انسانی زندگی کے بھی مختلف درجے ہیں۔ یعنی کوئی انسان تو اپنی زندگی کی غرض وغایت کے لحاظ سے اپنے قومی دائرہ کے اندر محدود ہوتا ہے اور اس سے باہر اس کی ہمدردی اور اس کی قربانی اور اس کا تعاون نہیں جاتے۔ اور کوئی انسان قوم کی قیود سے نکل کر ملکی حدود تک اپنی ہمدردی اور قربانی اور تعاون کو وسیع کر دیتا ہے اور کوئی اس سے بھی آگے نکل کر کُل بنی نوع انسان کی خدمت کو اپنا نصب العین بناتا ہے۔ اور قومی یا ملکی حدود اس کے راستے میں حائل نہیں ہوتیں۔ اور پھر بعض انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی زندگیوں کو جمیع مخلوقات عالم کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ یہ سب مختلف طبقے انسانی زندگی کے ہیں۔ اور جوں جوں انسان کی نظر بلند ہوتی جاتی ہے توں توں وہ اپنی زندگی کے مقصد اور غرض وغایت کو وسیع کرتا چلا جاتا ہے۔

مگر اس سے بھی اُوپر ایک اَور درجہ ہے جو دراصل مَلَکی (یعنی فرشتوں کی) زندگی کی غرض وغایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ درجہ خدا کی خاطر زندگی گزارنے کے ساتھ وابستہ ہے۔ خدا چونکہ ایک غیر مادی ہستی ہے اور فرشتے بھی عالم ارواح کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے حقیقتاً زندگی کی یہ قسم فرشتوں کے ساتھ ہی خاص ہے۔ گویا زندگی کے مدارج کا آغاز حیوانیت سے ہو کر بالآخر مَلکیت پر جا کر ختم ہو جاتا ہے۔ اور دونوں کے درمیان انسان ہے جو دراصل حیوان اور مَلک کے بین بین ایک معتدل ہستی ہے۔ ایک طرف انسان حیوانی جنس کے ساتھ ملتا ہے اور دوسری طرف اس کے ساتھ ملائک کا جوڑ ہے۔ قدرت نے اسے ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے دونوں ہمسائیوں کی زندگی کے دائرہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی فطرت

میں حیوانی اور مَلکی دونوں قسم کے خمیر ودیعت کئے گئے ہیں بالمقابل حیوانوں فرشتوں کے جو اپنے اپنے حلقہ کے اندر بالکل محصور ہیں اور اس سے باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اسی لئے انسان کا مرتبہ اپنی فطری طاقتوں کی وجہ سے فرشتوں سے بالا سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ جہاں فرشتے اپنی مَلکیت میں بطور ایک قیدی کے محصور ہیں وہاں جب انسان مَلکیت کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ خود اپنے ارادے سے مَلکیت کے مقام کو اپنے لئے پسند کر کے اور اسے بہتر سمجھ کر اس میں داخل ہوتا ہے لیکن اگر ایک طرف اس کے لئے اوپر چڑھنے کا راستہ کھلا ہے تو دوسری طرف اس کے واسطے نیچے گرنے کا بھی دروازہ بند نہیں ہے۔ اور اسی لئے جب انسان گرنے پر آتا ہے تو وہ حیوانی زندگی کے بھی ادنیٰ ترین طبقہ تک جا پہنچتا ہے۔ چنانچہ بہت سے ایسے انسان نظر آئیں گے جن کی زندگی کا مقصد سوائے اس کے اَور کوئی نہیں ہوتا کہ کھائیں اور پئیں اور اپنے نفس کی دوسری ضروریات کو پورا کریں اور جب موت آئے تو مر جائیں۔ یہ ایک بدترین قسم کی حیوانی زندگی ہے۔ مگر بہت سے انسان اس زندگی پر قانع نظر آتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کو کسی دوسرے انسان یا کسی دوسری مخلوق یا کسی دوسری ہستی کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں ہوتا سوائے اس حد تک کے تعلق کے کہ وہ انہیں اپنے نفس کی ضروریات اور خواہشات کے پورا کرنے میں مدد و معاون بنائیں۔ ان کی تمام زندگی میں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملے گی کہ انہوں نے کبھی کسی دوسرے شخص کے لئے کوئی قربانی کی ہو یا کسی دوسرے کے ساتھ خود اُس کے مفاد کی خاطر تعاون سے کام لیا ہو۔ اور قسم دوم یا سوم کی زندگی گزارنے والے انسان تو بہت ہی کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہو کہ دنیا میں ۷۰ یا ۸۰ فی صدی انہیں حیوانی زندگیوں میں اپنی عمر بسر کر کے دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور انہیں کبھی بھی یہ توفیق نہیں ملتی کہ حیوانی دائرہ سے خارج ہو کر انسانیت کے دائرہ میں قدم رکھیں۔ جو شخص زندگی کی پہلی تین قسموں میں محصور رہتے ہوئے اپنے آپ کو انسان سمجھتا ہے وہ سخت غلطی خوردہ ہے۔ وہ کسی صورت میں ایک حیوان سے افضل نہیں سوائے اس کے کہ دل و دماغ کی نسبت اپنی حیوانیت کو آرام میں رکھنے اور فربہ کرنے کی زیادہ تدبیریں سوچ سکتا ہے۔ اور اس جہت سے اگر ایسے انسان کو حیوانوں سے بھی زیادہ گرا ہوا کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ الغرض انسانیت کا پہلا مرتبہ یہ ہے (اور اس کے نیچے صرف حیوانیت ہی حیوانیت ہے) کہ انسان کی زندگی صرف اس کے نفس کیلئے یا اس کے اہل وعیال کے لئے یا اس کے خاندان اور قبیلہ کیلئے نہ ہو بلکہ اس کی وسیع قوم کے لئے ہو اور وہ اپنی ذاتی ضروریات اور اہل عیال کی ضروریات اور خاندانی ضروریات کو قومی ضروریات کے مقابل پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہو۔ اور اس کی زندگی کے حرکت وسکون سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ صرف اپنی قوم کی خاطر جی رہا ہے۔ مگر یہ درجہ انسانی زندگی کے سب درجوں میں سے ادنیٰ اور ابتدائی درجہ ہے۔ اور انسانیت کا سب سے اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کو کُل مخلوقاتِ عالم کے فائدے کے لئے گزارے۔ یعنی نہ صرف ہر دوسرا خاندان اور ہر دوسری قوم اور ہر دوسرا ملک اور ہر دوسرا انسان اس کی قربانی اور اس کے تعاون سے حصہ پا رہا ہو بلکہ نوع انسانی کی حدود سے باہر نکل کر اس کی زندگی دوسری مخلوقات عالم کیلئے بھی برکت اور رحمت کا موجب ثابت ہو رہی ہو۔ ایسا انسان مَلکیت کے درجہ کو خارج از بحث رکھتے

ہوئے اپنی انسانیت میں کامل سمجھا جائے گا اور جوں جوں اس کی قربانی اور اس کا اخلاص اور اس کی خدمت ترقی کرتے جائیں گے اس کا کمال زیادہ روشن ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے انسانی فطرت میں یہ طاقت ودیعت کی گئی ہے کہ وہ انسانیت کی مادی حدود سے نکل کر ملکیت کے دائرہ میں داخل ہو جائے اس لئے وہ انسان جس کی نظر مخلوقات عالم تک وسیع ہو کر رک جاتی ہے۔ کبھی بھی کامل انسان نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ کامل انسان وہ ہوگا جس کی نظر مخلوقات کے مقام کو سمجھتے ہوئے اپنے خالق کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائے اور چونکہ خالق کی خدمت میں مخلوق کی خدمت طبعاً شامل ہے۔ اس لئے ایسے انسان کی زندگی خالق و مخلوق دونوں کے لئے وقف ہوگی اور یہی وہ اعلیٰ اور ارفع مقام ہے جس پر انسانی زندگی کا سلوک ختم ہوتا ہے۔ ایسا شخص اپنے نفس کو بھی زندہ رکھتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو بھی پالتا ہے اور اپنے خاندان کی پرورش میں بھی حصہ لیتا ہے مگر چونکہ وہ سب کچھ خدا کی خاطر کرتا ہے اس لئے اس کی زندگی کا یہ حصہ بھی دراصل حیوانی نہیں سمجھا جا سکتا بلکہ حقیقتاً ملکیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

یہ وہ مختلف درجے ہیں جن میں انسانی زندگی منقسم پائی جاتی ہے۔ اب ہر شخص خود سوچ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی زندگی کس قسم میں داخل ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اکثر لوگ دیانتداری کے ساتھ اس معاملہ میں غور کریں تو ان کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کی زندگی ایک محض حیوانی زندگی ہے۔ ان کی زندگی کا مقصد اپنی ذات یا اہل و عیال یا خاندان کی ضروریات کے پورا کرنے کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا اور اس دائرہ سے باہر ان کے جتنے تعلقات ہوں گے ان کی بھی اصل غرض و غایت یہی ہوگی کہ وہ اپنی یا اپنے اہل و عیال یا اپنے خاندان کی ترقی اور آرام و آسائش کا سامان مہیا کریں۔ حقیقی معنوں میں انسانی زندگی بسر کرنے والے لوگ دنیا میں تھوڑے ہوتے ہیں تو پھر ان لوگوں کی تعداد تو بہت ہی کم ہے جو مَلکی دائرہ میں داخل ہو کر کامل انسان بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ انسان کی پیدائش کی اصل غرض و غایت ہی یہ ہے کہ انسان خدا کیلئے زندگی گزارے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ۔ یعنی ہم نے دنیا میں انس و جن کو صرف اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ وہ ہمارے عبد بن کر زندگی گذاریں۔ اس جگہ عبادت سے صرف نماز اور روزہ وغیرہ کی معین رسمی عبادت مراد نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ انسان کو اسی غرض سے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کو خدا کے منشاء کے ماتحت چلائے اور ہر کام میں خواہ وہ دنیا کا ہو یا دین کا اس کے مدنظر خدا کی خوشنودی ہو۔ اور اسی لئے خدا کی خاطر زندگی گزارنے میں حقوق العباد کی ادائیگی بھی شامل ہے کیونکہ جب کہ خدا نے دنیا کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس کا منشاء ہے کہ ہر چیز اپنے مقررہ حلقہ کے اندر مفید طور پر زندگی بسر کرے تو لازماً اس کے عبد کا بھی یہی فرض ہوگا کہ وہ خدا کے منشاء کو پورا کرتے ہوئے خالق کی خدمت کے ساتھ ساتھ مخلوق کی خدمت کو بھی اپنا نصب العین بنائے۔

پس اے ہمارے عزیز بچو! آپ کو چاہیے کہ آپ اپنی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور ہمیشہ کرتے رہیں۔ اور اس بات کو دیکھتے رہیں کہ آپ کس قسم کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر آپ دیکھیں کہ آپ کی زندگی صرف کھانے پینے اور اپنے نفس کی ضروریات پوری کرنے تک محدود ہے یا یہ کہ آپ کی زندگی کی غرض و غایت اپنے رشتہ

داروں اور خاندان سے باہر نہیں جاتی اور آپ کے سارے کام اسی نیت کے ماتحت ہیں کہ ان سے آپ کی ذات کو یا آپ کے رشتہ داروں کو یا خاندان کو یا دوستوں کو (کیونکہ دوست بھی دراصل رشتہ داروں کے حکم میں ہیں) کوئی فائدہ پہنچ جائے۔ اور آپ کی تعلیم بھی اسی غرض سے ہے کہ آپ مندرجہ بالا دائرہ کی ضروریات کو زیادہ بہتر صورت میں مہیا کر سکیں تو آپ یقین کریں کہ آپ کی زندگی دراصل ایک حیوانی قسم کی زندگی ہے اور جس قدر جلد آپ اس زندگی کی لعنت سے نکل سکیں اتنا ہی کم ہے۔

کم سے کم مقصد جو آپ کو ابتداء میں اپنے سامنے رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ آپ انسانی زندگی کے دائرہ میں داخل ہو جائیں اور یہ نیت کر لیں کہ آپ کی زندگی صرف آپ کے نفس یا آپ کے خاندان کے لئے نہیں ہے بلکہ اپنی قوم اور جماعت کے لئے ہے۔ اور جو کام بھی آپ کریں اس میں قوم اور جماعت کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائیں۔ یہ وہ ادنیٰ ترین مقام ہے جس سے آپ انسان کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ مگر جیسا کہ اُوپر بتایا جا چکا ہے انسان کی پیدائش کی غرض و غایت اس سے بھی بہت بلند ہے۔

پس آپ لوگوں کی صرف یہ کوشش نہیں ہونی چاہیے کہ حیوانیت کے مقام میں گرنے سے بچ جائیں کیونکہ تنزل میں پڑنے سے بچ جانا کوئی قابل تعریف خوبی نہیں ہے بلکہ خوبی یہ ہے کہ انسان اوپر کی طرف چڑھے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے بچے اپنا نصب العین اس ارفع مقام کو بنائیں گے جس کی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے ساتھ ہو۔ آمین

(بحوالہ ماہنامہ خالد دسمبر ۱۹۶۳ء)

وصیت کرو وصیت کرو

وصیت ہے اک آسمانی نظام
یہ جنت کے پانے کا ہے انتظام
چلے آؤ اس کی طرف دوستو!
نِدا دے رہا ہے امام ہمام
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

یہ ہے قربِ مولیٰ کا اِک راستہ
ہے غفران و رحمت کا یہ واسطہ
عمل کو ملے اس کے دم سے جِلا
دلوں میں اُترتا ہے نورِ خدا
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

مسیح زماں کو بشارت ملی
وحی سے عطا یہ نشانی ہوئی
خدا کا ہے کیسا یہ فضل و کرم
کلید اس کی جنت کی ہاتھ آگئی
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

نہ گھبرائیں اس کی شرائط سے ہم
مٹا دے گا مولیٰ سبھی ہم و غم
نہائیں گے ہم برکتوں میں سدا
شب و روز برسے گا ابرِ کرم
وصیت کرو تم وصیت کرو
ہر اک کو یہی اب نصیحت کرو

(مکرم عطاء المجیب راشد صاحب)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ بورکینا فاسو کے اختتامی خطاب کا ایک حصہ

عبادالرحمٰن

نمازوں کی پابندی کریں اور قول سدید سے کام لیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۷ مئی ۲۰۰۴ء کو جلسہ سالانہ بورکینا فاسو کے اختتامی خطاب میں فرمایا:-

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں امام بنا کر بھیجا ہے تا کہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو اصل شکل میں پھر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ ایسے لوگوں کی مومنین کی جماعت پیدا کی جائے جو حقیقی معنوں میں عبادالرحمٰن ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے بھی ہوں اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔ ہر قسم کے شرک ظاہری اور چھپے ہوئے سے پرہیز کرنے والے بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت اور ہمدردی کرنے والے بھی ہوں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق و صادق کی اس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ پس یہ ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ خالصۃً اللہ کے ہو کر اس کی عبادت کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ پانچ وقت کی باقاعدہ نمازیں ادا کرو تو پانچ وقت کی نمازیں ادا کرنے والے بنیں۔ اور نا صرف پانچ وقت نمازیں ادا کریں۔ بلکہ (بیوت) میں جا کر باجماعت نمازیں ادا کریں تا کہ (بیوت) آباد رہیں۔

باجماعت نمازوں میں اپنے شوق کو بھی بڑھائیں اور اپنے بچوں کو بھی نمازی بنائیں، اپنے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے والا بنائیں، اپنی عورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنائیں۔ ہماری مصروفیات یا ہماری روایات کبھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل کرنے والی نہ ہوں۔ یہ نہ ہو کہ ہماری ضروریات ہمیں اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے دوسروں کے آگے جھکانے والی بن جائیں۔ بعض دفعہ غیر محسوس طریق پر روایات یا ضروریات کے شرک میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے اس سے بچیں۔ جھوٹ بھی ایک قسم کا شرک ہے۔ اس سے بھی بہت زیادہ بچنا چاہیے۔ کوئی بھی بات جس سے شبہ ہو کہ اس کا اور مطلب نکل سکتا ہے یا کئی مطلب نکل سکتے ہیں اس سے بچیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمیشہ قول سدید سے کام لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مومن کو اللہ کی راہ میں اس رزق سے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہے اس کی راہ میں خرچ بھی کرنا چاہیے اور خرچ کرنے کی عادت ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ایمان میں زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ اپنی حیثیت کے مطابق چاہے تھوڑا دیں لیکن دین کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالیں۔ ہمیشہ یہ مدنظر رہے کہ ہم نے اللہ کی راہ میں کچھ نہ کچھ ضرور خرچ کرنا ہے۔ اس سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے والوں کو نماز کے بعد اس کی طرف خاص توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر احمدی کے ایمان میں اضافہ کرتا چلا جائے اور کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ خدا کے فرستادہ کو قبول کر کے اس کے حکموں پر عمل کرنے کا عہد کر کے پھر اس

سے پیچھے ہٹنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا جائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ ایمان کی مضبوطی بھی اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے سے اور اس کا فضل مانگنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے اصل یہی ہے کہ ہمیشہ اللہ کے لئے خالص ہو کر عباد الرحمٰن بننے کی کوشش کرتے رہیں۔ پھر یاد رکھیں کہ کسی جماعت کی مضبوطی کے لئے ضروری ہے کہ اس میں شامل ہونے والے مکمل طور پر اس جماعت کے نظام کے پابند ہوں۔ اس لئے مومنوں کو حکم ہے کہ وہ ہمیشہ اطاعت گزار رہیں اور کبھی یہ نہ ہو کہ اپنی مرضی کے خلاف بات سنیں تو اعتراض پیدا ہو جائے''۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۳۰ رجولائی تا ۱۲ راگست ۲۰۰۴ء)

وصیت کا بابرکت نظام

(مکرم حیدر علی ظفر صاحب۔ مربی انچارج جرمنی)

۱۹۰۵ء میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کے وصال کے متعلق الہامات ہونے شروع ہوئے تو آپ نے ایک رسالہ بعنوان ''الوصیت'' تحریر فرمایا۔ اس رسالہ میں آپ نے دو اہم بنیادی ہدایات درج فرمائی ہیں:

الف۔ جماعت میں خلافت کے قیام کی خوشخبری۔

ب۔ اشاعت (دین حق) اور (اشاعت) احکام قرآن کے لئے وصیت کے نظام کا اجراء۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کتاب کا نام ''الوصیت'' انہیں دو اغراض کی بنا پر رکھا جانا معلوم ہوتا ہے۔

ایک تو وہ وصیت ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلافت کے قیام اور اس کامل اطاعت کے متعلق جماعت کو فرمائی ہے۔

اور دوسری وصیت ہر فرد جماعت کے لیے ہے کہ وہ اُس مالی نظام کا حصہ بن جائے جس کی بنیاد آپ اشاعت دین حق کے لئے رکھی ہے۔

جہاں تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی وصیت کا تعلق ہے اس کے مطابق جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام جاری وساری ہے۔ گزشتہ سال ۱۹/اپریل ۲۰۰۳ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات ہوئی اور ۲۲/اپریل کو سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ خلیفۃ المسیح الخامس منتخب ہوئے اور ہم سب نے آپ کی بیعت کی۔ اس طرح جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت پر عمل پیرا ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔

جماعت احمدیہ کو اشاعت دین حق کے لئے مالی قربانی کرتے ہوئے اپنی آمدنیوں اور جائیدادوں کی وصیت کرنے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نظام وصیت کا اجراء فرمایا اور بہشتی مقبرہ قادیان کا قیام عمل میں آیا۔

یہ دونوں نظام یعنی خلافت اور نظام وصیت ہمارے سلسلہ کی جان ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ یعنی اگر نظام خلافت قائم ہے تو اس کے نتیجہ میں ہی نظام وصیت بھی قائم رہے گا۔ چنانچہ دیکھ لیں خلافت ثانیہ کے قیام کے بعد جو لوگ خلافت احمدیہ سے محروم ہو گئے وہ ساتھ ہی وصیت کے عظیم الشان نظام سے بھی محروم ہو گئے۔ لیکن جماعت کے جس حصہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کے مطابق نظام وصیت کو مضبوطی سے اپنے سینے سے چمٹائے رکھا ان کو خدا نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ قادیان کے علاوہ اور جگہوں پر بھی بہشتی مقبرہ قادیان کی شاخیں قائم کر سکیں۔ اور نظام خلافت کے ذریعہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں نظام وصیت بھی جاری ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک

بعض احباب کو اس وجہ سے وصیت کرنے میں انقباض ہوتا ہے کہ وصیت کی شرائط بڑی کڑی اور سخت ہیں اور ہم بہت کمزور ہیں اور اندیشہ ہے کہ کہیں شرائط پوری کرنے سے قاصر نہ رہ جائیں۔ اس ضمن میں یہ گزارش ہے کہ بنیادی طور پر وصیت کی شرائط، شرائط بیعت کی ہی تجدید ہیں۔ اور اس کے ساتھ مالی قربانی کا بھی وعدہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ہمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ایفائے عہد کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

پھر عموماً نظام وصیت میں شامل نہ ہونے کی دو بنیادی وجوہات ہوا کرتی ہیں۔

اول: ایک احمدی نے نظام میں شمولیت کے متعلق سنجیدگی سے توجہ نہیں کی ہوتی۔

دوم: باوجود خواہش کے وصیت کی توفیق نہیں مل رہی ہوتی۔

جہاں تک پہلی وجہ کا تعلق ہے۔ ایک احمدی کو اس بابرکت نظام میں شامل ہونے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل فرمان مدنظر رکھنا چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلاتوقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں''۔

(الوصیت روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۷)

حضور کی منشاء اس تحریر سے یہی سامنے آتی ہے کہ ''اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلاتوقف'' عملی قدم اٹھانا ضروری ہے کیونکہ اطلاع پانے کے بعد تاخیر میں کئی خطرات اور خدشات مضمر ہوتے ہیں اور جب ماموررربانی کی طرف سے تحریک ہو جس سے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے تحت عہد بیعت میں اپنا سب کچھ مال، اولاد، عزت و آبرو بیچ چکے ہوئے ہوں تو ایک مخلص عقیدتمند اور عہد بیعت پر پورے اترنے والے مرید کے لئے تاخیر یا التواء کا قطعاً کوئی جواز نہیں رہتا۔ انسان کی اپنی سوچیں کیسی اور کچھ بھی ہوں ماموررربانی اپنے مرید سے یقیناً زیادہ سوچ اور فکر اور مفادات کی حفاظت کا جذبہ اور ملکہ رکھتا ہے اور مرید کا مقام صرف اور صرف سمعنا و اطعنا والا ہے۔ اور نظام وصیت میں شامل ہونا سمعنا و اطعنا کا زندہ ثبوت ہے۔

وصیت کے نظام میں شمولیت اختیار نہ کرنے کی دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ باوجود سمجھنے اور خواہش رکھنے کے وصیت کرنے سے محرومی ہے تو لازماً خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ایسے شخص کی کوئی کمزوری، گناہ یا بدنصیبی اس کے رستے میں حائل ہے۔ بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص مال کے حصول اور استعمال میں ایسا محتاط اور پرہیزگار نہیں کہ خدا تعالیٰ اس کے مال کو قبول کرے۔

اس لئے انسان اپنی محرومی کا گہرا جائزہ نہیں لیتا اور وقت اس کے ہاتھ سے نکلتا جاتا ہے۔

یا بعض اوقات انسان کے یومیہ کاروبار اور کردار میں ایسے داغ دھبے ہو سکتے ہیں جو اس کے رستے میں روک بنے ہوئے ہیں اور انسان غفلت کا شکار ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان رات یہ ارادہ کر کے سوتا ہے تو بعض دیگر تقاضے بھی اسے پیش آ جاتے ہیں جنہیں وہ ترجیح دیتا ہے اور اس طرح اس کے صبح و شام نظام وصیت سے محرومی میں گزرتے رہتے ہیں۔

ایسے شخص کو اپنی فکر ضرور کرنی چاہیے کہ وہ کونسی ایسے عوامل ہیں جو ماموررربانی کی توقع پر پورا اترنے میں روک بن رہے ہیں اور اس کی روحانی ترقی میں حائل ہو رہے ہیں کیونکہ ماموررربانی کی اطاعت سب سے مقدم ہے۔ مال کا حصول اس کا استعمال یا اس سے استفادہ اپنی ذات میں جائز سہی لیکن اگر یہ حالتیں مامور کی اطاعت یا توقع پہ پورا اترنے میں روک ہوں تو ایک مخلص اور سچے تابعدار کے لئے لازماً لمحہ فکریہ ٹھہرتی ہیں۔ پس ایک مخلص احمدی کا سب سے مقدم فریضہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا دونوں وجوہ کو دور کرے اور وصیت کے نظام میں شمولیت کے معاملہ ماموررربانی کی ندا پر لبیک کہے۔

بعض احباب جنہیں نظام وصیت میں شمولیت کی تحریک کی جاتی ہے تو وہ کسر نفسی سے یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تقویٰ کے اس معیار پر نہیں ہیں جس کا تقاضا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کا درج ذیل ارشاد پیش نظر رکھنا چاہیے۔ آپ فرماتے ہیں:

''دوستوں کو چاہیے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں

اور ایسے سینکڑوں آدمی ہیں جو وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے ان کے لئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہیے کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے"۔

(الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

مزید فرمایا کہ: "یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے۔ پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وصیت کے بارہ میں سستی دکھلاتے ہیں میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں۔ انہی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں ان کو آج کل کرتے کرتے موت آجاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے مگر ان کی ذرا سی غفلت اور ذرا سی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر بیسیوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں مگر وہ وصیت نہیں کرتے۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیے کہ وصیت کر دیں بلکہ ایسے دوستوں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں اور صرف دمڑی یا دھیلا انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم ہیں اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے بھی اس میں داخل نہیں ہوتے"۔ (الفضل یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

جو بات خلیفہ وقت کے منہ سے خدا تعالیٰ نکلواتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے اور وہ باتیں خدا تعالیٰ بعینہ پوری کر دیتا ہے۔

آج جو صدائے بازگشت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی زبان مبارک سے ہم نے سنی دراصل یہ آواز وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۵ء میں خدا تعالیٰ سے اطلاع پانے کے بعد نظام وصیت کو قائم کرتے ہوئے دی۔ اور پھر ۱۹۴۲ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے ایک تقریر فرمائی جو کہ "نظام نو" کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تقریر میں خدا تعالیٰ کے القاء سے کر رہا ہوں۔ اس تقریر میں آپ نے نظام وصیت کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا کہ کس طرح اس نظام نے دنیا میں قائم ہونا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:-

پس اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ لوگوں میں سے جس جس نے اپنی اپنی جگہ وصیت کی ہے اس نے نظام نو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظام نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے اور جس جس نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے اور اگر وہ اپنی ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکا تو وہ اس تحریک کی کامیابی کے لئے مسلسل دعائیں کرتا ہے اس نے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے کی بنیاد رکھ دی ہے۔ (نظام نو صفحہ ۱۳۱)

تحریک الوصیت دراصل دنیا کے نظام نو کی بنیاد ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ۱۹۴۲ء میں اس کی وضاحت میں فرمایا تھا کہ:

"جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف (دعوۃ الی اللہ) ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ (دین حق) کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جائے گا اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا

دیا جائے گا انشاء اللہ۔ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔

بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہوگی، جوانوں کی باپ ہوگی، عورتوں کا سہاگ ہوگی اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس کے ذریعہ سے مدد کرے گا۔ اور اس کا دینا بے بدلہ نہ ہوگا بلکہ ہر دینے والا خدا تعالیٰ سے بہتر بدلہ پائے گا۔ نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب، نہ قوم قوم سے لڑے گی بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہوگا''۔ (نظام نو صفحہ ۱۳۰)

آپ نے مزید فرمایا کہ:

''یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔ آپؑ صاف فرماتے ہیں کہ ہر ایک امر جو مصالح اشاعت (دین حق) میں داخل ہے اور جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے اس پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ ایسے امور بھی ہیں جن کو ابھی بیان نہیں کیا جا سکتا اور یہ کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائیں گی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ جرمنی اور اٹلی کہے گا کہ آؤ میں تم کو ایک ایسا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اس وقت میرا قائم مقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے۔ اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے''۔ (نظام نو صفحہ ۱۷۷)

''پس اے دوستو! دنیا کا نظام نہ مسٹر چرچل بنا سکتے ہیں نہ مسٹر روز ویلٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ اٹلانٹک چارٹر کے دعوے سب ڈھکوسلے ہیں اور اس میں کئی نقائص، کئی عیوب اور کئی خامیاں ہیں۔ نئے نظام وہی لاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں نہ امیر کی دشمنی ہوتی ہے نہ غریب کی بے جا محبت ہوتی ہے۔ جو نہ مشرقی ہوتے ہیں نہ مغربی۔ وہ خدا تعالیٰ کے پیغامبر ہوتے ہیں اور وہی تعلیم پیش کرتے ہیں جو امن قائم کرنے کا حقیقی ذریعہ ہوتی ہے۔ پس آج وہی تعلیم امن قائم کرے گی جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آئی ہے۔ اور جس کی بنیاد الوصیۃ کے ذریعہ ۱۹۰۵ء میں رکھ دی گئی ہے''۔ (نظام نو صفحہ ۱۳۰۔۱۳۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی وصیت کے نظام کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔

''وصیت کا معاملہ نہایت اہم معاملہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ایسی خصوصیت بخشی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خاص الہامات کے ماتحت اسے قائم کیا ہے کہ کوئی مومن اس کی اہمیت اور عظمت کا انکار نہیں کر سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ سارا نظام ہی آسمانی اور خدائی اور الہامی نظام ہے مگر وصیت کا نظام ایسا نظام ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص الہام کے ماتحت قائم کیا گیا ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ مئی ۱۹۲۸ء)

آپ فرماتے ہیں: ''جس دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت لکھی اور اس کا مسودہ باہر بھیجا تو خواجہ کمال الدین صاحب اس کو پڑھنے لگ گئے۔ جب وہ پڑھتے پڑھتے اس مقام پر پہنچے تو وہ دم بخود ہو گئے۔ ان کی نگاہ نے اس کے حسن کو ایک حد تک سمجھا۔ وہ پڑھتے جاتے اور اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار کر کہتے جاتے کہ ''واہ اوئے مرزیا احمدیت دیاں جڑاں لگا دتیاں ہیں'' یعنی واہ واہ مرزا تو نے احمدیت کی جڑوں کو مضبوط کر دیا ہے۔ خواجہ صاحب کی نظر نے بے شک اس کے حسن کو ایک حد تک سمجھا مگر پورا پھر بھی نہیں سمجھا۔ درحقیقت اگر وصیت

کو غور سے پڑھا جائے تو یوں کہنا پڑتا ہے کہ واہ او مرزا تو نے (دین حق) کی جڑیں مضبوط کر دیں۔ واہ مرزا تو نے انسانیت کی جڑیں ہمیشہ کے لئے مضبوط کر دیں۔ (نظام نو صفحہ ۱۲۸-۱۲۹)

اس مضمون میں ایسے احمدی بھائی اور بہنیں جنہوں نے تاحال نظام وصیت میں شمولیت نہیں کی انہیں توجہ دلانا مقصود ہے کہ آپ نے آسمانی مسیحا اور روحانی معالج کو شناخت تو کر لیا لیکن اس کے تجویز فرمودہ علاج کو مکمل صورت میں اپنانا ابھی باقی ہے۔ علاج وہی کارگر ہوتا ہے جس میں معالج کی ہدایات کی سو فیصد پابندی ہو ورنہ ایسے علاج سے پورا فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے جس میں مریض اپنی مرضی چلائے اور آدھا علاج معالج کا قبول کرے۔ اگر دجالیت سے کامل تحفظ مطلوب ہے تو معالج کی کامل اتباع اور کامل اطاعت بھی اختیار کرنا ضروری ہے۔ وصیت آپ کی بہت سی روحانی کمزوریوں کی دوری اور اخلاقی عیبوں کی درستی کا موجب بن سکتی ہے۔

وصیت کا دوسرا اور اہم رکن امتیازی رنگ میں مالی قربانی کرنا ہے۔ اور یہ رکن بھی دراصل ارشاد نبویؐ سے تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةٌ وَفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ

کہ ہر امت کو کسی نہ کسی فتنہ کا سامنا کرنا پڑا مگر میری امت کے لئے مال و دولت فتنہ کا رنگ اختیار کر سکتی ہے۔ چنانچہ نظام وصیت میں موصی سے فتنہ مال کے خطرہ کو کم کرنے کے لئے غیر موصی کی نسبت زیادہ قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ مال کے فتنہ کے مضرات کا اندازہ کرنے کے لئے ہمیں اس صورت حال کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جس سے آج کا انسان دوچار ہے کہ جہاں مال کے حصول کے لئے دین، ایمان، غیرت، عزت، شرافت، عصمت اور اخلاقی پاکیزگی کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ مال انسان کا معبود بن چکا ہے۔

ایک احمدی موصی مال کو پوجنے کی بجائے اسے قربان کرتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جس قدر مال کی قربانی میں قلبی بشاشت اور قربت الٰہی کے حصول کا جذبہ کارفرما ہوگا۔ اسی قدر وہ قربانی انسان کے لئے خیر و برکت کے دروازے کھولنے والی ہوگی اور موصی حضرات کی اکثریت بفضلہٖ تعالیٰ اس خیر و برکت سے حصہ پا رہی ہے۔

وصیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جو موصی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ درست رکھتا ہے اور اسی کے عطا کردہ میں سے 1/10 حصہ اس کی رضا جوئی کے لئے پیش کر دیتا ہے تو اس کا یہ نذرانہ بارہ گاہ الٰہی میں اس کے بقیہ 9/10 کی حفاظت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اس میں کسی شعبہ کی گنجائش نہیں کہ الٰہی حفاظت کے بغیر فرد تو فرد، حکومتوں اور ملکوں کی کایا پلٹتی رہتی ہے۔

وصیت کے نظام سے وابستگی کے نتیجہ میں جو تحفظ انسان کو نصیب ہوتا ہے اس کا دائرہ اپنی وسعت کے لحاظ سے غیر محدود ہے۔ اس دنیا میں بھی انسان جہاں کہیں ہوں خدا تعالیٰ اس کے مفادات کی حفاظت فرماتا ہے۔ لیکن بعد وفات بھی خدا تعالیٰ کی حفاظت یعنی بخشش کا نصیب ہو جانا حتمی اور یقینی ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت کی طرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام درج ذیل عبارت میں توجہ دلاتے ہیں:

”اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں۔ اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ انزل فیھا کل رحمة یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں“۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۱۸)

پس نظام وصیت کے ذریعہ ایسی مخلصین کی جماعت تیار کرنی مقصود ہے جس کے افراد نے اپنے عہد بیعت میں اپنے مال کے علاوہ اپنی جان، آبرو، اپنی تمام تمنائیں اور آرزوئیں بھی اپنے امام کی نذر کر رکھی ہوں۔ کیونکہ مال تو ایسی چیزوں پر قربان کر دیا جاتا ہے اور ان کی تکمیل مقدم سمجھی جاتی ہے۔ پس

اولاً ترجیح سچے بیعت کنندہ کی جان، عزت اور خواہشات کو حاصل ہے اوران کی قربانی کے بعد ہی مال کے 1/10 کی باری آتی ہے۔اس لئے نظام وصیت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بنیادی شرائط وصیت لازمی قرار دی ہیں ان میں اس شرط کو سب پر فوقیت حاصل ہے کہ وصیت کنندہ ہر پہلو سے مخلص، نیک کردار اور اللہ ورسول کا کامل مطیع وفرمانبردار ہو۔

نظام وصیت میں جس قربانی کا مطالبہ کیا جارہا ہے اس کے دو دائرے ہیں۔ایک دائرے میں وصیت کنندہ زندگی بھر قربانی کرتا ہے اور اس کا ثمر اس دنیوی زندگی میں بھی حاصل کرتا ہے۔ زندگی کے دوسرے دائرے کا تعلق اخروی زندگی سے ہے۔ بظاہر اس دنیوی زندگی سے موصی کا تعلق وقت آنے پر منقطع ہوجاتا ہے۔لیکن اس کی قربانی کا عمل اس کی وفات کے بعد بھی ایک لحاظ سے جاری رہتا ہے۔ کیونکہ وصیت کے لازمی تقاضے کے طور پر موصی نے اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنی قربانی کا دروازہ کھلا چھوڑا ہوتا ہے اور وہ اس کی وصیت کے مطابق اس کے ترکہ پر بھی 1/10 جب تک حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بجاآوری میں کام آتا رہے گا۔ موصی کی قربانی کے ثمرات بعد وفات بھی اس کو ملتے رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے جاری شدہ وصیت کی بابرکت تحریک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر کے احمدیوں نے والہانہ انداز میں لبیک کہا اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ جس میں مختلف ممالک اور متنوع اقوام کے احمدی شامل ہیں۔

پس یہ نظام دنیا بھر میں منفرد نظام ہے جس کے تحت زندگی بھر وفا اور جان نثاری کی ڈگر پر رواں رہنے والے خوش نصیب بعد وفات بھی اکٹھے اور یکجا ہوں گے۔ اور دنیا بھر سے آنے والوں کی محبت بھری دعاؤں کی ٹھنڈی ہوائیں انہیں پہنچتی رہیں گی۔اور وہ بعد وفات بھی ایک عمدہ نمونہ اور مخلصانہ اُسوہ کا ذریعہ بنے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نظام وصیت کی برکات سے مستفیض فرمائے اور ان دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے دردِ دل سے کی ہیں۔ اور وہ بھائی جو ابھی تک اس نظام میں شامل ہونے سے محروم ہیں ان کو انشراح صدر عطا فرمائے اور وہ بھی وصیت کر کے ان دعاؤں کے حقدار بنیں۔ آمین

یارب العالمین

(تلخیص از الفضل انٹرنیشنل یکم تا ۷/ اکتوبر ۲۰۰۴ء)

اصلاح نفس کا زبردست ذریعہ

حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

”تیسرا فرض جس کی طرف میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ وہ وصیت کا مسئلہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ وصیت ایمان کی آزمائش کا ذریعہ ہے۔اور وہ اس کے ذریعہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون سچا مومن ہے اور کون نہیں۔ ہماری جماعت اس وقت لاکھوں کی تعداد میں ہے۔ مگر وصیت کرنے والے صرف دو تین ہزار ہیں حالانکہ وصیت ایسی چیز ہے جو یقینی طور پر خدا کا مقرب ہونا ظاہر کرتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ مومن ہی وصیت کرتا ہے لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ اگر کسی شخص میں کچھ کمزوریاں بھی پائی جاتی ہوں تو جب وہ وصیت کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کے مطابق کہ بہشتی مقبرہ میں صرف جنتی ہی مدفون ہوں گے۔ اس کے اعمال کو درست کر دیتا ہے پس وصیت اصلاح نفس کا زبردست ذریعہ ہے کیونکہ جو بھی وصیت کرے گا اگر وہ ایک وقت میں جنتی نہیں تو بھی وہ جنتی بنا دیا جائیگا۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 26/اگست 1932ء مطبوعہ الفضل یکم ستمبر 1932ء)

کیمیا گری کا نسخہ

(از مکرم جمعدار فضل اوور سیر ربوہ)

۱۹۲۸ء میں بکٹ گنج مردان میں استاذی المکرّم میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس کی مجلس درس القرآن میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے سورۃ رعد کی آیت ۱۷۔ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ خَلَقُوْا کَخَلْقِہٖ فَتَشَابَہَ الْخَلْقُ عَلَیْھِمْ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے دودھ جیسا کوئی دودھ نہیں بنا سکتا۔ نہ اس کے پیدا کئے ہوئے سونے جیسا کوئی سونا بنا سکتا ہے۔ مہوس جو کیمیا گری اور سونا بنانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے اور پھر آپ نے ضمناً حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے متعلق واقعہ بیان کیا کہ خلافت اولیٰ کے ابتدائی زمانہ میں ایک روز بہت سے احباب قادیان میں حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور حضور باہر سے آئے ہوئے احباب کے حالات ان کی زبانی سن رہے تھے کہ باتوں باتوں میں کسی دوست نے کیمیا گری۔ کے متعلق ذکر کیا۔ کہ فلاں صاحب کو کیمیا گری آتی ہے اور وہ کیمیا گری سے سونا بناتے ہیں۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول نے فرمایا کہ ’’ہمیں بھی کیمیا گری آتی ہے‘‘۔

حضور سے یہ الفاظ سن کر مجلس کا رنگ تبدیل ہوا۔ اور دوست ایک دوسرے کی طرف اشارہ کر کے حضور سے کیمیا گری کا نسخہ معلوم کرنے کی درخواست کے لئے ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک دوست نے درخواست کر ہی دی کہ حضور ہمیں بھی نسخہ بتا دیا جائے۔ ہم لوگ غریب ہیں۔ مقروض ہیں۔ آپ تو اللہ کے فضل سے بادشاہ ہیں۔ اس سے ہم غریبوں کا بھی بھلا ہو جائے گا۔ حضور کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔ آپ ان باتوں پر دوستوں میں بیٹھے ہوئے مسکراتے رہے اور پھر فرمایا۔ ہاں نسخہ بتا دیں گے۔ اس وقت کسی دوست کو پوچھنے کی یہ جرأت نہ ہوئی۔ کہ آپ کب نسخہ بتائیں گے۔ مجلس ختم ہوئی اور تمام دوست اِدھر اُدھر دوسرے دوستوں کو ملنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

جب دوست آئندہ سال پھر قادیان میں جمع ہوئے تو ایک دوسرے سے نسخہ کے متعلق دریافت کرنے لگے کہ کیا ابھی تک حضور نے کسی کو نسخہ نہیں بتلایا؟ اور پھر ایک دوست نے مجلس میں حضور سے درخواست کی کہ حضور نے کیمیا گری کا نسخہ بتلانے کا وعدہ کیا تھا۔ جس پر حضور نے پھر فرمایا۔ کہ ہاں نسخہ بتا دیں گے۔ اس کے بعد جب حضور تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو حضور نے فرمایا ہمیں کیمیا گری آتی ہے۔ میں بتانے لگا ہوں جس نے لکھنا ہو وہ لکھ لے۔ چنانچہ کئی دوستوں نے کاغذ اور قلم سنبھال لئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے فرمایا:

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کیمیا گری آتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیمیا گری آتی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیمیا گری آتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کیمیا گری آتی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سارا مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے پیش کر دیا۔ تو وہ سب سے پہلے مسلمانوں کے خلیفہ اور بادشاہ بنے۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حسب مراتب مسلمانوں کے خلیفہ اور بادشاہ بنے۔ اب اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی۔ کہ میں نے اپنا مال اور جان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کا پہلا خلیفہ اور تمہارا بادشاہ بنا دیا۔ یہی کیمیا گری کا نسخہ ہے۔ اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر آزما لو۔ ہم نے اسے آزمایا ہے۔ اس کے سوائے کوئی کیمیا گری نہیں ہے۔

(روزنامہ الفضل ۲۵ رجنوری ۱۹۵۶ صفحہ ۵)

دعائے من

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی یہ دعا نا صرف انفرادی بلکہ جماعتی رنگ میں بھی مانگی گئی ہے اس کا وزن بھی غیر معمولی ہے۔ یعنی ہر مصرع کا وزن مفاعلُن مفاعلُن یا اردو میں ''کہاں گیا۔ کہاں گیا''

خدائے من، خدائے من، دوائے من، شفائے من
قبائے من، رِدائے من، رِجائے من، ضیائے من
قبول کُن دعائے من، دعائے من، ندائے من
ندائے من، نوائے من، نوائے من، صدائے من

میں بندہ ہوں ترا غریب۔ تو ہے مرا خدا عجیب
میں دُور ہوں تو ہے قریب۔ میں مانگتا ہوں اے مجیب
تُو ہی دوا، تُو ہی طبیب، تُو ہی محبّ، تُو ہی حبیب
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دِعائے من

زمین و آسماں کا نور۔ مکان و لا مکاں سے دُور
ہمہ صفت۔ ہمہ سرور۔ خدائے ذوالجلالِ طور
قبول کر دعا ضرور۔ مرے خدا، مرے غفور
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دعائے من

معاف کر سزا مری، گناہ مرے، جفا مری
قبول کر دعا مری۔ صدا و التجا مری
کہ بخشتا نہیں کوئی سوا ترے، خطا مری
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دعائے من

ہماری تو پکار سن، صدائے اشکبار سن
نوائے بیقرار سن، ندائے اضطرار سن
دعائے شرمسار سن، اے میرے غمگسار سن
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

گناہ سے ہم کو دُور رکھ۔ دلوں کو پُر زِ نور رکھ
نشے میں اپنے چُور رکھ۔ ہمیشہ پُرسُرور رکھ
نظر کرم ہم پہ تُو ضرور رکھ، ضرور رکھ
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

پڑھیں کلامِ حق بشوق، عبادتوں میں آئے ذوق
اُتار غفلتوں کے طوق، اُڑیں فضا میں فوق فوق
یہ (-) ہیں تیرے گھر۔ ہم ان میں جائیں جوق جوق
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ترقیاں مدام دے۔ مسرتوں کے جام دے
نجات کا پیام دے، کشوف دے، کلام دے
حیات دے، دوام دے، فلاح دے، مرام دے
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ہدایتیں، کرامتیں، حکومتیں، خلافتیں
بصیرتیں، درایتیں، لیاقتیں، سعادتیں
شہادتیں، صداقتیں، نبوتیں، ولایتیں
ملیں ہمیں خدائے من، قبول کُن دُعائے من

بلندیاں خیال کی، ترقیاں کمال کی
بڑھوتیاں عیال کی، شجاعتیں رجال کی
تجلیاں جمال کی، فراخیاں نوال کی
بدہ بما۔ خدائے من، قبول کُن دعائے من

دَوائے دل، شفائے دل، جلائے دل، صفائے دل
مرا بدہ، خدائے دل، مراد و مدعائے دل
وفائے دل، سخائے دل، ضیائے دل
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دعائے من

فنون دے، علوم دے، فتوح دے، رقوم دے
نئے مبائعین کا ۔ ہر ایک جا ہجوم دے
جو نسل بالعموم دے وہ مہر و مہ نجوم دے
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

نوا۔ صدا۔ دعا۔ بکا۔ حیا۔ وفا۔ غنا۔ سخا
مرے خدا۔ مرے خدا۔ بدہِ بما۔ بدہ بما
عطا۔ جزا۔ ھدیٰ۔ تقیٰ۔ فنا۔ بقا۔ لقا۔ رضا
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

ترے وہ دین کی خدمتیں۔ تری وہ خاص برکتیں
تری لطیف جنتیں۔ غرض تری محبتیں
تری عجیب نصرتیں۔ تری لذیذ نعمتیں
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

الٰہی عفو و مغفرت۔ خدایا قرب و معرفت
مطابقت۔ موانست۔ ملیں ہمیں بعافیت
مناسبت۔ مشابہت۔ مکالمت۔ مخاطبت
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

یہ قلب پُر امید ہے۔ مسرتیں ہیں۔ عید ہے
نہیں یہ کچھ عجب کہ تو حمید ہے مجید ہے
بشارت و نوید ہے کہ خاتمہ سعید ہے
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

بیا بیا۔ نگارِ من۔ نگہ نگہ۔ بہارِ من
بر بہشتی مقبرہ۔ بنائے کُن مزار من
پنہ پنہ۔ حصارِ من۔ مدد مدد۔ اے یارِ من
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

درود مصطفیٰ پہ ہو۔ صلوٰۃ میرزا پہ ہو
جو اپنا کار ساز ہے۔ توکل اُس خدا پہ ہو
سلام مقتدا پہ ہو۔ دُعا ہر آشنا پہ ہو
خدائے من، خدائے من، قبول کُن دُعائے من

(بخارِ دل)

قرارداد تعزیت بروفات مکرم احمد عبدالجمیل صاحب آف جرمنی

مکرم احمد عبدالجمیل صاحب ابن مکرم احمد عبدالمنیب صاحب کو مورخہ ۸؍اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک رات کے وقت فرینکفرٹ، جرمنی میں بعض نامعلوم افراد نے قریباً ۴۴ سال کی عمر میں شہید کر دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی نماز جنازہ ۱۵؍اکتوبر ۲۰۰۴ء کو نماز جمعہ سے قبل مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احمدی احباب نے شرکت کی۔ ویزبادن قبرستان جرمنی میں امانتاً تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

مرحوم مکرم اسفندیار منیب صاحب مہتمم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور مکرم احمد محمد احسن صاحب سابق ایڈیشنل مہتمم عمومی کے بڑے بھائی تھے۔ عرصہ ۷ سال سے جرمنی میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ مقیم تھے۔ اس سے قبل ۸ سال جاپان میں رہے۔ جہاں لمبا عرصہ جماعت احمدیہ ناگویا کے محصل کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

مرحوم انتہائی شریف النفس اور بے ضرر انسان تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ غرباء کی امداد کے لیے ہمیشہ کمربستہ رہتے تھے۔ خلافت سے وفا اور عشق کا تعلق رکھتے تھے اور اسی کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

آپ نے اپنی بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں جو اس وقت جرمنی میں مقیم ہیں۔ ایک بیٹا اور ایک بیٹی وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل ہے۔ سب بچے ابھی چھوٹی عمر کے ہیں۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان، مرحوم کی اہلیہ، بچوں، والد صاحب اور تمام بہن بھائیوں سے اس المناک واقعہ پر دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر رہے۔ آمین

(ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان)

حضرت میاں شادی خان صاحب

(مکرم راشد محمود احمد صاحب۔ محلہ امیر پارک گوجرانوالہ)

تولادت: اندازاً ۱۸۴۴ء　　بیعت: یکم فروری ۱۸۹۲ء　　وفات: ۱۹/ مارچ ۱۹۲۸ء

حضرت میاں شادی خان صاحب سیالکوٹی حضرت اقدس مسیح موعود کے جانثار اور قدیم رفقاء میں سے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام جیون خان صاحب تھا۔ آپ کی ولادت اندازاً ۱۸۴۴ء کی ہے۔

قبول احمدیت

حضرت میاں شادی خانصاحب نے یکم فروری ۱۸۹۲ء کو حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں یکم فروری ۱۸۹۲ء کو بیعت کرنے والے رفقاء میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

''شادی خان ولد جیون خان مرحوم ساکن سیالکوٹ ملازم راجہ امر سنگھ جموں''

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ ۳۵۸، مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد صاحب)

جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شمولیت

حضرت میاں شادی خان صاحب کو جلسہ سالانہ ۱۸۹۲ء میں شرکت کی توفیق ملی۔ آئینہ کمالات اسلام میں مذکور فہرست میں حضرت میاں شادی خان صاحب کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

۱۲۔ میاں شادیخان صاحب ملازم راجہ امر سنگھ صاحب بہادر سیالکوٹ۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۱۶)

یکے از تین سو تیرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِن کا نام اپنے ۳۱۳ رفقاء کی فہرست میں ۸۱ ویں نمبر پر شامل فرمایا ہے۔

۸۱۔ میاں شادی خاں صاحب...... سیالکوٹ

(ضمیمہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۶)

وفات

حضرت میاں شادی خان صاحب کی وفات ۱۹/ مارچ ۱۹۲۸ء بعمر ۷۳ سال ہوئی۔ (تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۲۸۱)

آپ کو خدا کے فضل سے موصی ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ آپ کی وصیت نمبر ۶۶ ہے۔ آپ ۲۰/ مارچ ۱۹۲۸ء کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کئے گئے۔

حضرت میاں شادی خان صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق تھا اور وہ ایک وفادار اور جانثار احمدی تھے۔ سلسلے کی تحریکوں پر ایسے کام کر گذرتے تھے کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ منارۃ المسیح کے چندہ میں سب کچھ دیدیا۔ حضرت اقدس نے سو آدمیوں کا ایک خاص گروہ تجویز فرمایا تھا کہ جو ایک ایک سو روپیہ دیں۔ اُن میں حضرت شادی خان صاحب بھی تھے۔ انہوں نے گھر کا ساز و سامان فروخت کر کے دو سو روپیہ دے دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار میں ان کی نسبت تحریر فرمایا:

دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت مردانگی دکھائی ہے میاں شادی خان لکڑی فروش سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا اور یہ وہ متوکل ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جاوے تو شاید تمام جائداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔

انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے، چونکہ ایام قحط میں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کرلیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب کچھ بھیج دیا اور در حقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر نے کیا تھا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد نہم صفحہ ۵۴۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ پنجم صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۷)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی تحریر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد منشی صاحب نے گھر کی چارپائیاں بھی فروخت کردیں اور پھر مزید ایک صد دس روپے پیش کئے جس پر حضور نے فرمایا: آپ نے جو علاوہ پہلے چندہ مبلغ دوسو ۲۰۰ کے ایک سودس اور چندہ دیا ہے۔ یہ کام آپ نے صحابہ رضی اللہ عنھم کی طرح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا اور آخرت میں اجر بخشے آمین اور اس قدر خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال عزیز خرچ کرنا جو ہزار محنت اور مشقت سے جمع کیا جاتا ہے صاف دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ اور آخرت کو ہر ایک اُمر پر مقدم رکھتے ہیں۔

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۳)

حضرت میاں شادی خان صاحب کی اِس قربانی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:-

منشی شادی خان صاحب پر بھی سو روپیہ غالباً لگا تھا۔ انہوں نے گھر کا سامان بیچ کر تین سو روپیہ پیش کردیا۔ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ شادی خان صاحب سیالکوٹی نے بھی وہی نمونہ دکھایا ہے جو حضرت ابوبکر نے دکھایا تھا کہ سوائے خدا کے اپنے گھر میں کچھ نہ چھوڑا۔ جب میاں شادی خان نے یہ سنا تو گھر میں جو چارپائیاں موجود تھیں ان کو بھی فروخت کرڈالا اور ان کی رقم بھی حضرت کے حضور پیش کردی"۔ (الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۲۰ء)

قادیان ہجرت

حضرت مولوی صاحب ایک عرصہ تک راجہ امر سنگھ کے خاص ملازموں میں رہے۔ پھر انہوں نے کچھ عرصہ تک لکڑی کی تجارت کی اور بالآخر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان ہجرت کر کے آگئے۔

ایک سعادت

حضرت میاں شادی خان صاحب کو حضرت مسیح موعود کی میت کو غسل دینے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

(الحکم مسیح موعود نمبر۔ جلد ۳۸ نمبر ۱۸۔۱۹ صفحہ ۵۔۶ ۲۶ مئی ۱۹۳۵ء)

(کتاب حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب صفحہ ۳۴۳ ایڈیشن جدید ۲۰۰۰ء)

واقفین عارضی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ضروری ہدایات

جو لوگ وقف عارضی پر جاتے ہیں ان کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دعاؤں کی طرف ان کی توجہ مائل ہو جاتی ہے یعنی وقف عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی غفلتوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہوئے انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، ان کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔

چنانچہ وقف عارضی کے وفود نے دعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

(خطبہ جمعہ مطبوعہ روزنامہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء فرمودہ ۲۸ جنوری ۱۹۷۷ء)

(نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی)

رپورٹ تقریب تقسیم انعامات

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی مجلس شوریٰ منعقدہ 10,9 اکتوبر 2004ء کے اختتامی اجلاس کے بعد تقریب تقسیم انعامات منعقد ہوئی، جس میں اضلاع اور علاقہ جات میں شعبہ جات کے لحاظ سے اوّل، دوم اور سوم آنے والوں کو اسناد دینے کا اعلان کیا گیا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے انعامات تقسیم کئے اور خطاب فرمایا۔ پوزیشنوں کی تفصیل یوں ہے۔

شعبہ وار نتیجہ بین العلاقہ 2004ء۔2003ء

شعبہ	اوّل	دوم	سوم
اعتماد	لاہور	گوجرانوالہ	حیدرآباد
خدمت خلق	لاہور	راولپنڈی	حیدرآباد
تربیت	لاہور	گوجرانوالہ	فیصل آباد
تربیت نومبائعین	آزاد کشمیر	گوجرانوالہ	فیصل آباد
مال	لاہور	راولپنڈی	گوجرانوالہ
تعلیم	لاہور	گوجرانوالہ	راولپنڈی
عمومی	حیدرآباد	لاہور	گوجرانوالہ
صحت جسمانی	لاہور	کراچی	راولپنڈی
وقار عمل	گوجرانوالہ	لاہور	کراچی
صنعت وتجارت	لاہور	راولپنڈی	حیدرآباد
اصلاح وارشاد	ڈیرہ غازیخان	سرحد	حیدرآباد
تجنید	راولپنڈی	لاہور	حیدرآباد، گوجرانوالہ
امور طلباء	لاہور	کراچی	راولپنڈی
اشاعت	لاہور	گوجرانوالہ	راولپنڈی
اطفال	لاہور	راولپنڈی	حیدرآباد
محاسب	راولپنڈی	فیصل آباد	لاہور

شعبہ وار نتیجہ بین الاضلاع 2004-2003ء

شعبہ	اوّل	دوم	سوم
اعتماد	اوکاڑہ	سیالکوٹ	شیخوپورہ
خدمت خلق	لاہور، ربوہ	راولپنڈی	سیالکوٹ، کراچی
تربیت	لاہور	سیالکوٹ	کراچی
تربیت نومبائعین	میرپور A.K	جھنگ	لاہور
مال	لاہور	سیالکوٹ	حیدرآباد
تعلیم	لاہور	راولپنڈی	سیالکوٹ
عمومی	راولپنڈی	لاہور	اوکاڑہ، لاڑکانہ
صحت جسمانی	لاہور	کراچی	سیالکوٹ
وقار عمل	سیالکوٹ	نارووال	لاہور
صنعت وتجارت	اوکاڑہ	اسلام آباد	کراچی
اصلاح وارشاد	حیدرآباد	ڈیرہ غازیخان	نوشہرو فیروز
تجنید	اسلام آباد	راولپنڈی میرپور A.K	سیالکوٹ
امور طلباء	لاہور	راولپنڈی	اسلام آباد
اشاعت	لاہور	سیالکوٹ	راولپنڈی
اطفال	کراچی	اسلام آباد	لاہور
محاسب	سیالکوٹ	اسلام آباد	میرپور A.K

انعامات شعبہ تعلیم 2003ء

1-مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی اوّل

اوّل: مکرم قیصر محمود صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ، دوم: مکرم خرم احمد منیب صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور

2-مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی دوم

اوّل: خرم احمد منیب صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور، دوم: مکرم قیصر محمود صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ

3-مقابلہ مضمون نویسی سہ ماہی سوم

اوّل: مکرم قیصر محمود صاحب دارالعلوم جنوبی ربوہ، دوم: مکرم ڈاکٹر ظہیر احمد طاہر صاحب ڈیریانوالہ ضلع نارووال

4-مقابلہ مقالہ نویسی

اوّل: مکرم عبدالہادی طارق صاحب دارالصدر شرقی ربوہ، دوم: مکرم فضل محمود ماڈل ٹاؤن لاہور

5- تعلیم القرآن کے حوالے سے نمایاں کام کرنے والے اضلاع:

اوّل: سیالکوٹ دوم: جہلم سوم: بدین

اسناد برائے فری میڈیکل کیمپس

اضلاع 1-لاہور 2-ربوہ 3- کراچی

مجالس 1-اسلام پورہ لاہور 2-ماڈل ٹاون لاہور 3-صدیق اسلام آباد

آئی بنک کی مختلف برانچز کی کارگذاری کے مطابق پوزیشنز مندرجہ ذیل ہیں

اول: لاہور برانچ دوم: فیصل آباد برانچ سوم: راولپنڈی برانچ

انصاراللہ میں جانے والے عہدیداران کیلئے تحائف

مرکزی عاملہ

1- مکرم ظہیر احمد خان صاحب۔ نائب صدر دوم

2- مکرم رفیق احمد ناصر صاحب۔ مہتمم صحت جسمانی

قائدین علاقہ

1- مکرم مظفر حسین کاہلوں صاحب۔ قائد علاقہ گوجرانوالہ

2- مکرم سہیل احمد مشتاق صاحب۔ قائد علاقہ سرگودھا

قائدین اضلاع

1- مکرم محمد رفیق بھٹی صاحب قائد ضلع اٹک

2- مکرم عبدالباسط صاحب قائد ضلع میر پور A.K

3- مکرم عارف تنویر وڑائچ صاحب قائد ضلع نارووال

4- مکرم انیس احمد منہاس صاحب قائد ضلع ملتان

تحائف برائے کارکنان مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

1- مکرم حسین احمد محسن صاحب شعبہ اعتماد

2- مکرم محمد شفیع خالد صاحب شعبہ مال

3- مکرم اقبال احمد زبیر صاحب شعبہ اشاعت

فہرست علاقہ جات

1-علاقہ فیصل آباد: محاسبہ (دوم)، تربیت نو مبائعین، تربیت، (سوم) آئی بینک (دوم)

2-علاقہ راولپنڈی: محاسبہ، تجنید (اوّل)، مال، اطفال، صنعت و تجارت، خدمت خلق، تربیت (دوم)، صحت جسمانی، امور طلباء، اشاعت، تعلیم (سوم) آئی بینک (سوم)

3- علاقہ لاہور: امور طلباء، خدمت خلق، تربیت، اعتماد، صحت جسمانی، مال، اطفال، صنعت وتجارت، اشاعت، تعلیم (اوّل)، وقارعمل، تجنید، عمومی، (دوم)، محاسبہ (سوم) آئی بینک (اوّل)

4- علاقہ گوجرانوالہ: اشاعت، اعتماد، تربیت نومبائعین، تعلیم (دوم)، عمومی، تجنید، مال (سوم)

5- علاقہ حیدرآباد: عمومی (اوّل)، تجنید، خدمت خلق، اطفال، صنعت وتجارت، اعتماد، اصلاح وارشاد (سوم)

6- علاقہ سرحد: اصلاح وارشاد (دوم)

7- علاقہ ڈیرہ غازیخان: اصلاح وارشاد (اوّل)

8- علاقہ کراچی: صحت جسمانی، امور طلباء (دوم) وقارعمل (سوم)

9- علاقہ آزاد کشمیر: تربیت نومبائعین (اوّل)

فہرست اضلاع

1- ضلع میرپور A.K: تربیت نومبائعین (اوّل) تجنید (دوم) محاسبہ (سوم)

2- جھنگ: تربیت نومبائعین (دوم)

3- نارووال: وقارعمل (دوم)

4- اسلام آباد: تجنید (اوّل) اطفال، محاسبہ، صنعت و تجارت (دوم) امور طلباء (سوم)

5- شیخوپورہ: اعتماد (سوم)

6- لاڑکانہ: عمومی (سوم)

7- اوکاڑہ: صنعت وتجارت، اعتماد (اوّل)، عمومی (سوم)

8- حیدرآباد: اصلاح وارشاد (اوّل) مال (سوم)

9- ڈیرہ غازیخان: اصلاح وارشاد (دوم)

10- نوشہروفیروز: اصلاح وارشاد (سوم)

11- راولپنڈی: عمومی (اوّل) امور طلباء، خدمت خلق، تجنید، تعلیم (دوم) اشاعت (سوم)

12- سیالکوٹ: محاسبہ، تعلیم القرآن، وقارعمل (اوّل) مال، تربیت، اشاعت، اعتماد (دوم)، صحت جسمانی، تجنید، خدمت خلق، تعلیم (سوم)

13- جہلم: تعلیم القرآن (دوم)

14- بدین: تعلیم القرآن (سوم)

15- لاہور: امور طلباء، صحت جسمانی، اشاعت، تعلیم، مال، فری میڈیکل کیمپس، تربیت، خدمت خلق (اوّل) عمومی: (دوم) تربیت نومبائعین، اطفال، وقارعمل (سوم)

16- کراچی: اطفال (اوّل) صحت جسمانی (دوم) فری میڈیکل کیمپس، صنعت وتجارت، تربیت، خدمت خلق (سوم)

17- ربوہ: خدمت خلق (اوّل) فری میڈیکل کیمپس (دوم)

☆☆☆

ہم جملہ ممبران مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ گل گشت ملتان پیارے حضور کے افریقہ، کینیڈا اور یورپ کے کامیاب دورہ جات اور پر رونق کامیاب جلسہ جات کے انعقاد پر حضور انور اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

اراکین مجلس عاملہ وقائد

حلقہ گلگشت ملتان

❖❖❖

شوخیٔ تحریر

کلیدِ کامیابی (حصہ دوم)

(مرسلہ: میر انجم پرویز)

ہم لوگ خوش قسمت ہیں کیونکہ ایک حیرت انگیز دور سے گزر رہے ہیں۔ آج تک انسان کو ترقی کرنے کے اتنے موقعے کبھی میسر نہیں ہوئے، پرانے زمانے میں ہر ایک کو ہر ہنر خود سیکھنا پڑتا تھا، لیکن آج کل ہر شخص دوسروں کی مدد پر خواہ مخواہ تُلا ہوا ہے اور بلاوجہ دوسروں کو شاہراہِ کامیابی پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے۔

اس موضوع پر بیشمار کتابیں موجود ہیں۔ اگر آپ کی مالی حالت مخدوش ہے تو فوراً 'لاکھوں کماؤ' خرید لیجیے۔ اگر مقدمہ بازی میں مشغول ہیں تو 'رہنمائے قانون' لے آیئے۔ اگر بیمار ہیں تو 'گھر کا طبیب' پڑھنے سے شفا یقینی ہے۔ اس طرح ''کامیاب زندگی'، 'کامیاب مرغی خانہ'، 'ریڈیو کی کتاب'، 'کلیدِ کامیابی'، 'کلیدِ مویشیاں' اور دوسری لاتعداد کتابیں بنی نوع انسان کی جو خدمت کر رہی ہیں اس سے ہم واقف ہیں۔

مصنف ان کتابوں سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے ازراہِ تشکر کلیدِ کامیابی، حصہ دوم لکھنے کا ارادہ کیا تا کہ وہ چند نکتے جو اس افادی ادب میں پہلے شامل نہ ہو سکے، اب شریک کر لیے جائیں۔

عظمت کا راز

تاریخ دیکھئے۔ دنیا کے عظیم ترین انسان غمگین رہتے تھے۔ کارلائل کا ہاضمہ خراب رہتا تھا۔ سیزر کو مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ روس کا مشہور Ivan نیم پاگل تھا۔ خودکشی کی کوشش کرنا کلائیو کا محبوب مشغلہ تھا۔ کانٹ کو یہ غم لے بیٹھا کہ اس کا قد چھوٹا ہے۔ یورپ کی کلاسیکی موسیقی بیمار اور بیزار فن کاروں کی مرہون منت ہے۔ دنیا کا عظیم ادب مغموم موڈ کی تخلیق ہے اور اکثر جیلوں میں لکھا گیا ہے۔ لہذا غمگین ہوئے بغیر کوئی عظیم کام کرنا ناممکن ہے۔ غم ہی عظمت کا راز ہے...... یا غم آسرا تیرا......!

تو پھر آج ہی سے رنجیدہ رہنا شروع کر دیجیے۔ بہت تھوڑے ملک ایسے ہیں جہاں غمگین ہونے کے اتنے موقعے میسر ہیں، جتنے ہمارے ہاں۔ ابھی چند اشعار پڑھیے، ہماری شاعری ماشاء اللہ حزن والم سے بھرپور ہے۔ سوچیے کہ زندگی پیاز کی طرح ہے، چھیلتے رہیے اندر سے کچھ بھی برآمد نہیں ہوتا۔ رشتہ داروں اور ان کے طعنوں کو یاد کیجیے۔ پڑوسی عنقریب آپ کے متعلق نئی افواہیں اڑانے والے ہیں۔ جن لوگوں نے آپ سے قرض لیا تھا، ایک پائی بھی ادا نہیں کی (ویسے جو قرض آپ نے لیا ہے، وہ بھی ادا نہیں ہوا)...... زندگی کتنی مختصر ہے؟...... مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

شام کی گاڑی سے کوئی پندرہ بیس رشتہ دار بغیر اطلاع دیئے آ جائیں گے۔ ان کے لئے بستروں کا انتظام کرنا ہوگا۔ یہ چشتی صاحب اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ پچھلے ہفتے قطب الدین صاحب نے کھانے پر سارے شہر کو مدعو کیا، سوائے آپ کے وغیرہ وغیرہ......

اب آپ غمگین ہیں۔ آہیں بھریئے۔ ماتھے پر شکنیں پیدا کیجیے۔ ہر ایک سے لڑیئے۔ عنقریب آپ اس برتری سے آشنا

ہوں گے جو سدا بیزار رہنے والوں کا ہی حصہ ہے۔ وہ احساس جو انسان کو نطشے کا فوق الانسان بناتا ہے۔ اب آپ شاید کوئی عظیم کام کرنے والے ہیں......!

عظیم کام کر چکنے کے بعد اگر موڈ بدلنا منظور ہو تو فوراً بازار سے 'مسرور ہو' 'مسکراتے رہیے' یا ایسی ہی کوئی کتاب لے کر پڑھیے اور خوش ہو جایئے۔

اپنے آپ کو پہچانو

حکماء کا اصرار ہے کہ اپنے آپ کو پہچانو۔ لیکن تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ اپنے آپ کو کبھی مت پہچانو، ورنہ سخت مایوسی ہوگی۔ بلکہ ہو سکے تو دوسروں کو بھی مت پہچانو۔ ایمرسن فرماتے ہیں کہ ''انسان جو کچھ سوچتا ہے، وہی بنتا ہے''۔

کچھ بننا کس قدر آسان ہے، کچھ سوچنا شروع کردو اور بن جاؤ۔ اگر نہ بن سکو تو ایمرسن صاحب سے پوچھا۔

خواب اور عمل

اپنے خوابوں کو عملی جامہ پہنایئے۔ یہ جامہ جتنا جلد پہنایا گیا، اتنا ہی بہتر ہوگا۔ ان لوگوں سے بھی مشورہ کیجیے، جو اس قسم کے جامے اکثر پہناتے رہتے ہیں۔

حافظہ تیز کرنا

اگر آپ کو باتیں بھول جاتی ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کا حافظہ کمزور ہے۔ فقط آپ کو باتیں یاد نہیں رہتیں۔ علاج بہت آسان ہے۔ آئندہ ساری باتیں یاد رکھنے کی کوشش ہی مت کیجیے۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ باتیں آپ کو ضرور یاد رہ جائیں گے۔

بہت سے لوگ بار بار کہا کرتے ہیں۔ ہائے یہ میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا؟ اس سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ ہمیشہ پہلے سے سوچ کر رکھیے اور یا پھر ایسے لوگوں سے دور رہیے، جو ایسے فقرے کہا کرتے ہیں۔ دانشمندوں نے مشاہدہ تیز کرنے کے طریقے بتائے ہیں کہ پہلے پھرتی سے کچھ دیکھئے پھر فہرست بنایئے کہ ابھی آپ نے کیا کیا دیکھا تھا۔ اس طرح حافظے کی ٹریننگ ہو جائے گی اور آپ حافظ بنتے جائیں گے۔ لہذا اگر اور کوئی کام نہ ہو تو آج سے جیب میں کاغذ اور پنسل رکھیے۔ چیزوں کی فہرست بنایئے اور فہرست کو چیزوں سے ملایا کیجیے۔ بڑی فرحت حاصل ہوگی۔

مشہور فلسفی شوپنہار سیر پر جاتے وقت اپنی چھڑی سے درختوں کو چھوا کرتا تھا۔ ایک روز اُسے یاد آیا کہ پل کے پاس جو لمبا سا درخت ہے اُسے نہیں چھوا۔ وہ مردِ عاقل ایک میل واپس گیا اور جب تک درخت نہ چھو لیا، اسے سکون قلب حاصل نہ ہوا۔

شوپنہار کے نقش قدم پر چلیے۔ اس سے آپ کا مشاہدہ اس قدر تیز ہوگا کہ آپ اور سب حیران رہ جائیں گے۔

خوف سے مقابلہ

دل ہی دل میں خوف سے جنگ کرنا بے سود ہے۔ کیونکہ ڈرنے کی ٹریننگ ہمیں بچپن سے ملتی ہے اور شروع ہی سے ہمیں بھوت چڑیل باؤ اور دیگر چیزوں سے ڈرایا جاتا ہے۔ اگر آپ کو تاریکی سے ڈر لگتا ہے تو تاریکی میں جایئے ہی مت۔ اگر اندھیرا ہو جائے تو جلدی سے ڈر کر روشنی کی طرف چلے آیئے۔ آہستہ آہستہ آپ کو عادت پڑ جائے گی اور خوف کھانا پرانی عادت ہو جائے گی۔

تنہائی سے خوف آتا ہو تو لوگوں سے ملتے رہا کیجیے۔ لیکن

ایک وقت میں صرف ایک چیز سے ڈریئے، ورنہ یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس وقت آپ دراصل کس چیز سے خوفزدہ ہیں۔

وقت کی پابندی

تجربہ یہی بتاتا ہے کہ اگر آپ وقت پر پہنچ جائیں تو ہمیشہ دوسروں کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے اکثر دیر سے آتے ہیں۔ چنانچہ خود بھی ذرا دیر سے جایئے۔ اگر آپ وقت پر پہنچے تو دوسرے یہی سمجھیں گے کہ آپ کی گھڑی آگے ہے۔

وہم کا علاج

اگر آپ کو یونہی وہم سا ہو گیا ہے کہ آپ تندرست ہیں تو کسی طبیب سے ملئے۔ یہ وہم فوراً دور ہو جائے گا۔ لیکن اگر آپ کسی وہمی بیماری میں مبتلا ہیں تو ہر روز اپنے آپ سے کہیے......

میری صحت اچھی ہو رہی ہے...... میں تندرست ہو رہا ہوں......

احساس کمتری ہو تو بار بار مندرجہ ذیل فقرے کہے جائیں......

میں قابل ہوں۔ مجھ میں کوئی خامی نہیں۔ جو کچھ میں نے اپنے متعلق سنا، سب جھوٹ ہے...... میں بہت بڑا آدمی ہوں (یہ فقرے زور زور سے کہے جائیں تا کہ پڑوسی بھی سن لیں)

ہمیشہ جوان رہنے کا راز

اوّل تو یہ سوچنا ہی غلط ہے کہ جوان رہنا کوئی بہت بڑی خوبی ہے۔ اس عمر کے نقصانات فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔ ملاحظہ ہو وہ شعر۔

خیر سے موسم شباب کٹا
چلو اچھا ہوا عذاب کٹا

تاہم اگر آپ نے ہمیشہ جوان رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو بس خواہ مخواہ یقین کر لیجیے کہ آپ سدا جوان رہیں گے۔ آپ کے ہم عمر بیشک بوڑھے ہو جائیں لیکن آپ پر کوئی اثر نہ ہو گا۔ جوانوں کی سی حرکتیں کیجیے۔ اصلی نوجوانوں میں اٹھیے بیٹھیے۔ خضاب کا استعمال جاری رکھیے اور حکیموں کے اشتہاروں کا بغور مطالعہ کیجیے۔

دلیر بننے کا طریقہ

دوسرے تیسرے روز چڑیا گھر جا کر شیر اور دیگر جانوروں سے آنکھیں ملایئے (لیکن پنجرے کے زیادہ قریب مت جایئے)۔ بندوق خرید کر انگیٹھی پر رکھ لیجیے اور لوگوں کو سنایئے کہ کس طرح آپ نے پچھلے مہینے ایک چیتا یا ریچھ (یا دونوں) مارے تھے۔ بار بار سنا کر آپ خود یقین کرنے لگیں گے کہ واقعی آپ نے کچھ مارا تھا۔

ایک کہانی

یا تو لوگ تقدیر کو کوستے ہیں یا تدبیر کو۔ یہ مسئلہ بہت نازک ہے۔ مشہور ہے کہ پہاڑوں میں پارس پتھر ہوتا ہے۔ جو چیز اسے چھو جائے سونا بن جاتی ہے۔

ایک شخص نے چھ مہینے کی چھٹی بغیر تنخواہ کے لی اور قسمت آزمائی کرنے نیپال پہنچا۔ کرائے کے جانوروں کے پاؤں میں زنجیریں باندھیں کہ شاید کوئی زنجیر پارس پتھر سے چھو جائے۔ ہر وقت انہیں جنگلوں میں لیے لیے پھرتا۔ دن گزرتے گئے اور کچھ نہ بنا۔ آخر چھٹی ختم ہوئی۔ جانور اور زنجیریں لوٹا کر قسمت کو برا بھلا کہہ رہا تھا کہ جوتا اتارتے وقت معلوم ہوا کہ چند میخیں سونے کی بن چکی ہیں۔ سنار کے پاس گیا، اس نے میخیں تول کر قیمت بتائی۔ یہ پورے چھ مہینے کی تنخواہ تھی۔

اس سے نتائج خود نکال لیے لیکن تقدیر اور تدبیر پر لعنت ملامت نہ کیجیے اور قسمت آزمائی کے لئے پہاڑوں کی طرف مت جایئے۔ (شفیق الرحمٰن از مزید حماقتیں)

ہم حضورِ انور کے کامیاب دورہ جات پر

مبارک باد

پیش کرتے ہیں۔ اور تمام جماعت احمدیہ کے خلافت کے زیر سایہ رہنے کے لئے دعا گو ہیں۔

منجانب

اراکین عاملہ و قائد حلقہ

بیت السلام ملتان

ہم حضور کی درازی عمر اور آپ کی قیادت میں جماعت کے پورے عالم پر غلبے کے لئے دعا گو ہیں۔

منجانب

اراکین عاملہ و قائد حلقہ

حسین آگاہی ملتان

☆☆☆

ہم اپنے پیارے حضور کی صحت مند زندگی اور درازِیٔ عمر کے لئے دعا گو ہیں۔ اور آپ کے افریقہ، کینیڈا اور یورپ کے کامیاب دورہ جات پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب

اراکین مجلس عاملہ و قائد مجلس

نیل کوٹ ملتان

ہم حضور انور کی درازیٔ عمر کے لئے دعا گو ہیں اور آپ کے پر رونق جلسہ جات کے انعقاد پر

مبارک باد

پیش کرتے ہیں

منجانب

اراکین عاملہ و قائد حلقہ

کھاد فیکٹری ملتان

خان ڈیزل لیبارٹری

کاشف آٹوز

Digital
ELECTRONICS
ڈیجیٹل الیکٹرونکس
SUPER MAX
NEO SAT LG
ہوم سروس
پروپرائٹر
ظہیر احمد بٹ
ڈش انٹینا، ڈیجیل رسیور، ڈیجیٹل ڈیکوڈر
کی خرید و فروخت کا مرکز، کیبل سسٹم ڈش انٹینا کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے
KOTWALI ROAD, FAISALABAD.
Ph:041-642565, Mob:0320-5452925
کوتوالی روڈ فیصل آباد

ہم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

بنصرہ العزیز کی اطاعت میں دنیا میں

قرآن وسنت کے غلبہ کے لئے دعا گو ہیں

منجانب

ڈاکٹر عرفان اللہ خان

نائب امیر ضلع نارووال

***

جماعت احمدیہ عالمگیر کی بے انتہاء

کامیابیوں پر احباب جماعت کی

خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں

دعا گو

قائدین مجالس

ضلع منڈی بہاؤالدین

ہم حضور انور کے کامیاب دورہ جات پر

مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور تمام

جماعت کے خلافت کے زیر سایہ رہنے

کے لئے دعا گو ہیں۔

دعا گو

اراکین عاملہ وقائد مجلس

حسن آباد۔ ملتان

"محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
جدید فینسی، مدراسی، اٹالین
سنگاپوری ورائٹی دستیاب ہے
الفضل جیولرز
زیورات انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق بغیر ٹانکے کے تیار کئے جاتے ہیں
پروپرائیٹر: غلام مرتضیٰ محمود
AL FJ
چوک یادگار ربوہ فون رہائش: 04524-211649 فون دکان: 04524-213649

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات خریدنے کے
لئے تشریف لائیں
راجپوت جیولرز
جدید فینسی، مدراسی، اٹالین،
سنگاپوری ورائٹی دستیاب ہے
انٹرنیشنل معیار کے مطابق زیورات بغیر ٹانکے کے تیار
کئے جاتے ہیں
گول بازار ربوہ
فون:04524-213160

FB کی معیاری ادویات اور مدرٹنکچرز
☆FB فائیٹو لیکا بیری۔ موٹاپے کے لئے فی کورس-/400 (ایک ماہ)
(وزن میں یقینی کمی)
☆FB ہیپاٹائٹس ڈراپس فی کورس-/305روپے (دوماہ)
(A,B,C اور سادہ یرقان کا یقینی علاج) (C کے لئے 2 تا 3 کورس)
☆کاکشیا Q 20ML -/50روپے
(برائے جنسی واعصابی کمزوری)
☆نی بر Q 20ML -/50روپے
(برائے امراض معدہ وگیس)
☆کچی بوٹی Q 20MI -/25روپے
(خون صفا، جلدی بیماریوں اور پیٹ کا کینسر)
قریبی ہومیوسٹور پر طلب کریں یا براہ راست طلب کریں
FB ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
طارق مارکیٹ چناب نگر (ربوہ)
فون:04524-212750 ای میل:basitq@msn.com

اطاعت.....قوموں کی ترقی کا راز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی۔ اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار دفعہ اطاعت کا مضمون کھولا ہے۔ اور مختلف پیرایوں میں مومنین کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ کی اطاعت اس وقت ہوگی جب رسول کی اطاعت ہوگی۔ کہیں مومنوں کو یہ بتایا کہ بخشش کا یہ معیار ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور تمام احکامات پر عمل کریں تو پھر مغفرت ہوگی۔ پھر فرمایا کہ تقویٰ کے معیار بھی اس وقت قائم ہوں گے بلکہ تم تقویٰ پر قدم مارنے والے اس وقت شمار ہوگے جب اطاعت گزار بھی ہوگے۔ اور جب تم اپنی اطاعت کے معیار بلند کرلو گے تو فرمایا تم ہماری جنتوں کے وارث ٹھہروگے۔"

(فرمودہ مورخہ ۲۷/اگست ۲۰۰۴ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۰ تا ۱۶/ستمبر ۲۰۰۴ء)

Monthly KHALID C. Nagar
Digitized By Khilafat Library Rabwah
December 2004
Mansoor Ahmad Nooruddin
Regd. CPL # 75/CR